﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم﴾ ﴿......اِنّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآء﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اِسرائیل:۸۰)

هفت روزه

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد۱۰ | جمعۃ المبارک ۱۱؍جولائی ۲۰۰۳ء | ۱۱؍جمادی الاول ۱۴۲۴ھ ہجری قمری ۱۱؍وفا ۱۳۸۲ھ ہجری شمسی | شمارہ۲۸

افضل جہاد

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا:

’’اَفْضَلُ الْجِهَادِ كَلِمَةُ عَدْلٍ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ۔

کہ بہترین جہاد ظالم بادشاہ کے سامنے حق اور انصاف کی بات کہنا ہے‘‘۔

(ترمذی کتاب الفتن باب افضل الجہاد)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

صاحبزادہ عبداللطیف کی شہادت کا واقعہ تمہارے لئے اسوۂ حسنہ ہے۔ اس پاک نمونہ پر غور کرو۔ اس کی شہادت یہی نہیں کہ اعلیٰ ایمان کا ایک نمونہ پیش کرتی ہے بلکہ یہ خدا تعالیٰ کا عظیم الشان نشان بھی ہے ——— خدا سب کو وہ ایمان سکھا دے اور وہ استقامت بخشے جس کا اس شہید مرحوم نے نمونہ پیش کیا ہے۔ ———

’’صاحبزادہ عبداللطیف کی شہادت کا واقعہ تمہارے لئے اسوۂ حسنہ ہے۔ تذکرۃ الشہادتین کو بار بار پڑھو اور دیکھو کہ اس نے اپنے ایمان کا کیسا نمونہ دکھایا ہے اس نے دنیا اور اس کے تعلقات کی کچھ بھی پروا نہیں کی۔ بیوی یا بچوں کا غم اس کے ایمان پر کوئی اثر نہیں ڈال سکا۔ دنیوی عزت اور منصب اور تنعم نے اس کو بزدل نہیں بنایا۔ اس نے جان دینی گوارا کی مگر ایمان کو ضائع نہیں کیا۔ **عبداللطیف کہنے کو مارا گیا یا مر گیا مگر یقیناً سمجھو کہ وہ زندہ ہے اور کبھی نہیں مرے گا۔** اگرچہ اس کو بہت عرصہ صحبت میں رہنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ لیکن اس تھوڑی مدت میں جو وہ یہاں رہا اس نے عظیم الشان فائدہ اٹھایا۔ اس کو قسم قسم کے لالچ دیئے گئے کہ اس کا مرتبہ و منصب بدستور قائم رہے گا مگر اس نے اس عزت افزائی اور دنیوی مفاد کی کچھ بھی پروا نہیں کی۔ ان کو ہیچ سمجھا۔ یہاں تک کہ جان جیسی عزیز شئے کو جو انسان کو ہوتی ہے اس نے مقدم نہیں کیا بلکہ دین کو مقدم کیا جس کا اس نے خدا تعالیٰ کے سامنے وعدہ کیا تھا کہ میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔

میں بار بار کہتا ہوں کہ اس پاک نمونہ پر غور کرو کیونکہ اس کی شہادت یہی نہیں کہ اعلیٰ ایمان کا ایک نمونہ پیش کرتی ہے بلکہ یہ خدا تعالیٰ کا عظیم الشان نشان ہے جو اَور بھی ایمان کی مضبوطی کا موجب ہوتا ہے کیونکہ براہین احمدیہ میں ۲۳ برس پہلے سے اس شہادت کے متعلق پیشگوئی موجود تھی۔ وہاں صاف لکھا ہے شَاتَانِ تُذْبَحَانِ وَ کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَان۔ کیا اس وقت کوئی منصوبہ ہوسکتا تھا کہ ۲۳ یا ۲۴ سال بعد عبدالرحمٰن اور عبداللطیف افغانستان سے آئیں گے اور پھر وہاں جا کر شہید ہوں گے...... یہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے جو عظیم الشان پیشگوئی پر مشتمل ہے اور اپنے وقت پر آکر یہ نشان پورا ہوگیا۔ اس سے پہلے عبدالرحمٰن جو مولوی عبداللطیف شہید کا شاگرد تھا، سابق امیر نے قتل کرا دیا محض اس وجہ سے کہ وہ اس سلسلہ میں داخل ہے اور یہ سلسلہ جہاد کے خلاف ہے اور عبدالرحمٰن جہاد کے خلاف تعلیم افغانستان میں پھیلاتا تھا۔ اور اب اس امیر نے مولوی عبداللطیف کو شہید کرادیا۔ یہ عظیم الشان نشان جماعت کے لئے ہے۔‘‘

(الحکم ۲۴؍جنوری ۱۹۰۴ء۔ ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۲۵۵ تا ۲۵۷۔ مطبوعہ لندن۔)

’’**شہید مرحوم نے مر کر میری جماعت کو ایک نمونہ دیا ہے** اور درحقیقت میری جماعت ایک بڑے نمونہ کی محتاج تھی۔ اب تک ان میں سے ایسے بھی پائے جاتے ہیں کہ جو شخص ان میں سے ادنیٰ خدمت بجا لاتا ہے وہ خیال کرتا ہے کہ اس نے بڑا کام کیا ہے اور قریب ہے کہ وہ میرے پر احسان رکھے۔ حالانکہ خدا کا اس پر احسان ہے کہ اس خدمت کے لئے اس نے اس کو توفیق دی۔ بعض ایسے ہیں کہ وہ پورے زور اور پورے صدق سے اس طرف نہیں آئے اور جس قوتِ ایمان اور انتہا درجہ کے صدق وصفا کا وہ دعویٰ کرتے ہیں آخر تک اس پر قائم نہیں رہ سکتے اور دنیا کی محبت کے لئے دین کو کھو دیتے ہیں اور کسی ادنیٰ امتحان کی بھی برداشت نہیں کر سکتے۔ خدا کے سلسلہ میں بھی داخل ہو کر ان کی دنیا داری کم نہیں ہوتی۔ لیکن خدا تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ ایسے بھی ہیں کہ وہ سچے دل سے ایمان لائے اور سچے دل سے اس طرف کو اختیار کیا اور اس راہ کے لئے ہر ایک دکھ اٹھانے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن جس نمونہ کو اس جوانمرد نے ظاہر کر دیا اب تک وہ قوتیں اس جماعت کی مخفی ہیں۔ **خدا سب کو وہ ایمان سکھا دے اور وہ استقامت بخشے جس کا اس شہید مرحوم نے نمونہ پیش کیا ہے۔** یہ دنیوی زندگی جو شیطانی حملوں کے ساتھ ملی ہوئی ہے کامل انسان بننے سے روکتی ہے اور اس سلسلہ میں بہت داخل ہوں گے مگر افسوس کہ تھوڑے ہیں کہ یہ نمونہ دکھائیں گے۔ (تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۵۷۔۵۸۔ مطبوعہ لندن)

’’جب میں اس استقامت اور جانفشانی کو دیکھتا ہوں جو صاحبزادہ مولوی محمد عبداللطیف مرحوم سے ظہور میں آئی تو مجھے اپنی جماعت کی نسبت بہت امید بڑھ جاتی ہے۔ کیونکہ جس خدا نے بعض افراد اس جماعت کو یہ توفیق دی کہ نہ صرف مال بلکہ جان بھی اس راہ میں قربان کر گئے۔ اس سے خدا کا صریح یہ منشاء معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہت سے ایسے افراد اس جماعت میں پیدا کرے جو صاحبزادہ مولوی عبداللطیف کی روح رکھتے ہوں اور ان کی روحانیت کا ایک نیا پودہ ہوں‘‘۔ (تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۷۵۔ مطبوعہ لندن)

’’شاہزادہ عبداللطیف کیلئے جو شہادت مقدر تھی وہ ہو چکی اب ظالم کا پاداش باقی ہے...... افسوس کہ یہ امیر زیر آیت ﴿مَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِناً مُّتَعَمِّدًا﴾ داخل ہو گیا اور ایک ذرہ خدا تعالیٰ کا خوف نہ کیا۔ اور مومن بھی ایسا مومن کہ اگر کابل کی تمام سرزمین میں اس کی نظیر تلاش کی جائے تو تلاش کرنا لا حاصل ہے۔ ایسے لوگ اکسیر احمر کے حکم میں ہیں جو صدق دل سے ایمان اور حق کے لئے جان بھی فدا کرتے ہیں اور زن و فرزند کی کچھ بھی پرواہ نہیں کرتے۔ **اے عبداللطیف! تیرے پر ہزاروں رحمتیں کہ تو نے میری زندگی میں ہی اپنے صدق کا نمونہ دکھایا۔** (تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۶۰ مطبوعہ لندن)

آج جماعت احمدیہ کا یہ کام ہے کہ ایک مہم کی صورت میں دنیا کے سامنے اسلام کی امن اور آشتی کی جو حسین اور خوبصورت تعلیم ہے وہ پیش کریں اور دنیا میں یہ منادی کریں کہ اسلام تلوار سے نہیں بلکہ اپنی حسین تعلیم سے پھیلا ہے۔

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۲۰؍جون ۲۰۰۳ء)

(لندن ۲۰؍جون): سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے | آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ

باقی صفحہ نمبر ۱۳ پر ملاحظہ فرمائیں

غزال کوہسار

وہ سربلند حوصلے کی سرخرو چٹان تھا

{بیاد حضرت صاحبزادہ عبدالطیف شہیدؓ، جنہیں امام الزماں حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لانے کے جرم میں علمائے سُوء کے فتوے کے نتیجے میں امیر کابل کے حکم سے ۱۴ر جولائی ۱۹۰۳ء کو سنگسار کر کے شہید کر دیا گیا۔ اس شہادت پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ: ''اس خون میں بہت برکات ہیں کہ بعد میں ظاہر ہونگے اور کابل کی زمین دیکھ لے گی کہ یہ خون کیسے کیسے پھل لائے گا۔ یہ خون کبھی ضائع نہیں جائے گا۔.......... اے کابل کی سرزمین تُو گواہ رہ کہ تیرے پر سخت جرم کا ارتکاب کیا گیا۔ اے بدقسمت زمین تو خدا کی نظر سے گر گئی کہ تُو اس ظلم عظیم کی جگہ ہے''۔ }

(۱)

عجب وہ شان وصل تھی حجاب جاں اُٹھا دیا
بھنک رضائے یار کی پڑی تو سر کٹا دیا
یہی ہے رسم عاشقاں ، چناں چنیں نہ این و آں
مگر ۔ جنہوں نے بے گناہ خون کو بہا دیا!

(۲)

ہے آسماں تو آسماں ، زمیں کے بھی نہیں رہے
گواہی وقت نے یہ دی ، کہیں کے بھی نہیں رہے
اُڑا کے امن لے گئیں ہوائیں سمت غیب سے
فسادِ خُلق و خَلق سے وہ دیں کے بھی نہیں رہے

(۳)

وہ تاج و تخت مٹ گئے ، وہ سلطنت ہوا ہوئی
سُنی نہ اک صدائے حق تو قوم بے نوا ہوئی
امیرِ قوم کو جنوں کا اژدہا نگل گیا
غریبِ قوم کے لئے حیات اِک سزا ہوئی

(۴)

لہو کا کھیل کھیلنے کی ابتدا تو کی ، مگر
پھر اپنے ہی لہو میں ڈوبتے گئے سبھی کے گھر
الجھ کے رہ گئی سرابِ جانگسل میں ہر نظر
ٹٹولتے ہی رہ گئے رہِ نجات دیدہ ور

(۵)

فضا نگر نگر بلائیں لے کے گھومتی رہی
شہید کی صدا یونہی فضا میں گونجتی رہی
''نہ تب اماں ملی تجھے ، نہ اب امان پائے گی
انا کا یہ چلن رہا تو قرض کیا چکائے گی
اے بد نصیب قوم اپنی سرکشی کو بھول کر
اگر نجات چاہئے مسیحؑ کو قبول کر''
نئی صدا نہیں مگر صدائے لا زوال ہے
اسے جو دل سے سُن سکے وہ صاحبِ کمال ہے

(۶)

کلاہ تھی سروں پہ جن کے ''علم'' و جاہ و مال کی
سمجھتے کس طرح زبان صاحبِ کمال کی
اُنہیں خدا نے ردّ کیا فلک نے آنکھ پھیر لی
زمیں نے ان سروں پہ خاک ڈال دی وبال کی

(۷)

زمانے تو نے اپنی بات بارہا کہی سُنی
غزال کوہسار کی تو عرض حال تھی یہی
لبوں پہ مُہر کس لئے کوئی بتائے تو سہی
گزر گئی ہے اک صدی مگر سوال ہے یہی

(۸)

مرے شہیدِ باوفا کا اور کیا قصور تھا
یہی کہ دشتِ تیرگی میں وہ منارِ نور تھا؟
اُسے خبر تھی کس شجر سے پھوٹتی ہے زندگی
یہ جرم تو نہیں کوئی اگر وہ با شعور تھا!

(۹)

قفس سے قتل گاہ تک اُسے سلام اَن گنت
ملے رضائے یار کے اُسے پیام اَن گنت
ستمگرانِ شہر کو نوید ہو کہ آج بھی
قفس سے قتل گاہ تک ہیں اُس کے نام اَن گنت

(۱۰)

سعید و جاںنثار ، سرفروش و مرد کامراں
صداقتِ مسیحؑ کا لطیفؓ اک نشان تھا
وفا کا نقش اوّلین ، آبروئے عاشقاں
وہ سر بلند حوصلے کی سرخرو چٹان تھا

(جمیل الرحمان۔ہالینڈ)

سو سال پہلے

شہید افغانستان

حضرت صاحبزادہ سید محمد عبداللطیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(شہادت ۱۴ر جولائی ۱۹۰۳ء)

(ذیل کا مضمون مکرم سید میر مسعود احمد صاحب مرحوم کے تحقیقی مضمون ’’شیخ عجم حضرت صاحبزادہ سید محمد عبداللطیفؓ شہید افغانستان کے سوانح حیات‘‘ مطبوعہ ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کی تلخیص ہے۔مدیر)

حضرت صاحبزادہ صاحب افغانستان کے صوبہ پکتیا کے علاقہ خوست کے رہنے والے تھے۔ آپ کے گاؤں کا نام سیّدگاہ ہے جو دریائے شمل کے کنارہ پر آباد ہے۔

پکتیا میں چند گاؤں آپ کی ملکیت تھے۔ زرعی اراضی کا رقبہ سولہ ہزار کنال تھا۔اس میں باغات اور پن چکیاں بھی تھیں۔ اس کے علاوہ ضلع بنّوں میں بھی بہت سی زمین تھی۔ آپ کے والد صاحب کا نام سید محمد شریف تھا۔ حضرت صاحبزادہ صاحب فرمایا کرتے تھے کہ ہمارا شجرۂ نسب تو جل کر ضائع ہو گیا لیکن میں نے اپنے بزرگوں سے سنا ہے کہ ہم حضرت سید علی ہجویری المعروف بہ داتا گنج بخشؒ کی اولاد ہیں۔

ہمارے آباء دہلی کے بادشاہوں کے قاضی ہوتے تھے۔خاندان کی ایک بڑی لائبریری تھی جس کی قیمت نولاکھ روپیہ بتائی جاتی ہے۔ جب ہمارے بزرگوں نے حکومت میں عہدے حاصل کر لئے تو ان کی توجہ کتب خانہ کی طرف نہ رہی اور یہ کتابیں ضائع ہو گئیں۔میرا اپنا یہ حال ہے کہ جائیداد چونکہ مجھے ورثہ میں ملی ہے اس لئے اسے رکھنے پر مجبور ہوں ورنہ میرا دل دولت کو پسند نہیں کرتا۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمایا ہے کہ صاحبزادہ صاحب کی عمر ۵۰ سال تھی۔ حضورؑ فرماتے ہیں:

’’قریباً پچاس برس کی عمر تک تنعم اور آرام میں زندگی بسر کی تھی‘‘۔

(تذکرۃ الشہادتین، روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۵۱)

حضرت صاحبزادہ صاحب کی شہادت ۱۹۰۳ء میں ہوئی اس طرح ان کا سن پیدائش ۱۸۵۳ء بنتا ہے۔جناب قاضی محمد یوسف صاحب مرحوم امیر جماعت احمدیہ صوبہ سرحد نے ۱۹۰۲ء کے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر قادیان میں حضرت صاحبزادہ صاحب کو دیکھا تھا۔وہ لکھتے ہیں:

’’حضرت شہید مرحوم کا قد درمیانہ تھا۔ ریش مبارک بہت گھنی نہ تھی۔ بال اکثر سیاہ تھے اور ٹھوڑی پر کچھ کچھ سفید تھے‘‘۔

حضرت صاحبزادہ سید محمد عبداللطیف نے ہندوستان میں مندرجہ ذیل مقامات پر علوم مروجہ کی تعلیم حاصل کی:

امرتسر، لکھنو، دیوبند اور ضلع پشاور۔ ان جگہوں پر ان کا مجموعی قیام کئی سال رہا۔ حضرت صاحبزادہ صاحب عربی، فارسی، پشتو اور اردو زبان جانتے تھے۔

تحصیل علم کے بعد حضرت صاحبزادہ صاحب اپنے وطن واپس آ گئے اور سیدگاہ میں قیام کر کے علوم دینیہ کی تعلیم و تدریس، اصلاح احوال، قیام سنت نبوی ﷺ اور تربیت خَلْق میں مصروف ہو گئے۔ اس وقت وہاں کے رواج کے مطابق ان کی سوتیلی مائیں ان کے آبائی گھر میں بیوگی کی حالت میں اپنا وقت گزار رہی تھیں۔ ان کو کہیں آنے جانے کی اجازت نہ تھی۔ پہلا کام آپ نے یہ کیا کہ ان سے کہا کہ اگر وہ شادی کرنا چاہیں تو کر سکتی ہیں اور اگر اپنے گھروں کو جانا چاہیں تو جتنا سامان چاہیں ساتھ لے کر جا سکتی ہیں، ان کی طرف سے اجازت ہے۔ اس پر وہ اپنی خواہش کے مطابق رخصت ہو گئیں۔

جب آپ کی برادری کے لوگوں کو اس کا علم ہوا تو وہ آپ سے ناراض ہوئے اور کہا کہ آپ نے تو ہماری ناک کاٹ ڈالی ہے۔ حضرت صاحبزادہ صاحب نے فرمایا کہ اگر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے دین پر عمل کرنے سے ناک کٹتی ہے تو کٹے، مجھے ایسی ناک کی ضرورت نہیں۔

آپ کی وجاہت اور بلند علمی وروحانی مقام

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’وہ امیر کابل کی نظر میں ایک برگزیدہ عالم اور تمام علماء کے سردار سمجھے جاتے تھے‘‘۔

(تذکرۃ الشہادتین ،روحانی خزائن جلد ۲۰ مطبوعہ لندن صفحہ ۱۰)

اسی طرح فرمایا:

’’یہ بزرگ معمولی انسان نہیں تھا بلکہ ریاست کابل میں کئی لاکھ کی ان کی اپنی جاگیر تھی اور انگریزی عملداری میں بھی بہت سی زمین تھی اور طاقت علمی اس درجہ تک تھی کہ ریاست نے تمام مولویوں کا ان کو سردار قرار دیا تھا۔ وہ سب سے زیادہ عالم، علم قرآن اور حدیث اور فقہ میں سمجھے جاتے تھے۔اور نئے امیر کی دستار بندی کی رسم بھی انہی کے ہاتھ سے ہوتی تھی۔..........ریاست کابل میں پچاس ہزار کے قریب ان کے معتقد اور ارادتمند ہیں جن میں سے بعض ارکان ریاست بھی تھے۔غرض یہ بزرگ ملک کابل میں ایک فرد تھا۔ اور کیا علم کے لحاظ سے اور کیا تقویٰ کے لحاظ سے اور کیا جاہ اور مرتبہ کے لحاظ سے اور کیا خاندان کے لحاظ سے اُس ملک میں اپنی نظیر نہیں رکھتا تھا اور علاوہ مولوی کے خطاب کے صاحبزادہ اور اخون زادہ اور شاہزادہ کے لقب سے اُس ملک میں مشہور تھے اور شہید مرحوم ایک بڑا کتب خانہ حدیث اور تفسیر اور فقہ اور تاریخ کا اپنے پاس رکھتے تھے اور نئی کتابوں کے خریدنے کے لئے ہمیشہ حریص تھے اور ہمیشہ درس تدریس کا شغل جاری تھا اور صدہا آدمی ان کی شاگردی کا فخر حاصل کر کے مولویت کا خطاب پاتے تھے۔لیکن باایں ہمہ کمال یہ تھا کہ بےنفسی اور انکسار میں اس مرتبہ تک پہنچ گئے تھے کہ جب تک انسان فنا فی اللہ نہ ہو یہ مرتبہ نہیں پا سکتا۔ ہر ایک شخص کسی قدر شہرت اور علم سے محجوب ہو جاتا ہے اور اپنے تئیں کچھ چیز سمجھنے لگتا ہے اور وہی علم اور شہرت حق طلبی سے اس کو مانع ہو جاتی ہے۔مگر یہ شخص ایسا بےنفس تھا کہ باوجودیکہ ایک مجموعۂ فضائل کا جامع تھا مگر تب بھی کسی حقیقت حقّہ کے قبول کرنے سے اس کو اپنی علمی اور عملی اور خاندانی وجاہت مانع نہیں ہو سکتی تھی‘‘۔

(تذکرۃ الشہادتین روحانی خزائن جلد ۲۰ مطبوعہ لندن صفحہ ۴۷،۴۶)

جناب قاضی محمد یوسف صاحب کا بیان ہے کہ امیر عبدالرحمٰن خان نے آپ کے متعلق ایک فرمان میں اپنے قلم سے لکھا ہے کہ کاش افغانستان میں آپ جیسے ایک دو عالم اور بھی ہوتے اور خوست کے تمام خوانین، وکلاء اور معتبرین کا آپ کے متعلق اقرارنامہ موجود ہے کہ حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب کو ہم پر ہر لحاظ سے فوقیت حاصل ہے اور انہیں ہم اپنا سرکردہ تسلیم کرتے ہیں۔

سید احمد نور بیان کرتے ہیں کہ حضرت صاحبزادہ صاحب کو کئی ہزار حدیثیں یاد تھیں۔ امیر عبدالرحمٰن خان بھی اس بات کا معترف تھا کہ ہمارے ملک میں آپ ہی ایسے عالم باعمل ہیں جن کو اتنی حدیثیں یاد ہیں۔

☆......☆......☆

مصلح کے ظہور کا انتظار

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’جب وہ میرے پاس پہنچا تو میں نے ان سے دریافت کیا کہ کن دلائل سے آپ نے مجھے شناخت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ سب سے پہلے قرآن ہے جس نے آپ کی طرف میری رہبری کی اور فرمایا کہ میں ایک ایسی طبیعت کا آدمی تھا کہ پہلے سے فیصلہ کر چکا تھا کہ یہ زمانہ جس میں ہم ہیں اس زمانہ کے اکثر مسلمان اسلامی روحانیت سے بہت دور جا پڑے ہیں۔ وہ اپنی زبانوں سے کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے مگر اُن کے دل مؤمن نہیں۔ اور اُن کے اقوال اور افعال بدعت اور شرک اور انواع و اقسام کی معصیت سے پُر ہیں۔ ایسا ہی بیرونی حملے بھی انتہا کو پہنچ گئے ہیں۔ اور اکثر دل تاریک پردوں میں ایسے بےحس و حرکت ہیں کہ گویا مر گئے ہیں اور وہ دین اور تقویٰ جو آنحضرت ﷺ لائے تھے، جس کی تعلیم صحابہ رضی اللہ عنہم کو دی گئی تھی اور وہ صدق اور یقین جو اس پاک جماعت کو ملا تھا بلاشبہ اب وہ بباعث کثرت غفلت کے مفقود ہے اور شاذ و نادر حکم معدوم کا رکھتا ہے۔ ایسا ہی میں دیکھ رہا تھا کہ اسلام ایک مردہ کی حالت میں ہو رہا ہے اور اب وہ وقت آ گیا ہے کہ پردۂ غیب سے کوئی منجانب اللہ مجدّدِ دین پیدا ہو۔ بلکہ میں روز بروز اس اضطراب میں تھا کہ وقت تنگ ہوتا جاتا ہے۔ انہی دنوں میں یہ آواز میرے کانوں تک پہنچی کہ ایک شخص نے قادیان ملک پنجاب میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔

(تذکرۃ الشہادتین ، روحانی خزائن جلد ۲۰ مطبوعہ لندن صفحہ ۱۰۔۱۱)

سید احمد نور صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضرت صاحبزادہ صاحب بڑے محقق انسان تھے۔ آپ ہمیشہ یہ کہا کرتے تھے کہ یہ زمانہ اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ اس وقت کوئی مصلح مبعوث کیا جائے۔

☆......☆......☆

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی اطلاع ملنا اور حضرت صاحبزادہ صاحب کا بلاتوقّف ایمان لانا

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’جب خدا تعالیٰ نے زمانہ کی موجودہ حالت کو دیکھ کر اور زمین کو طرح طرح کے فسق اور معصیت اور گمراہی سے بھرا ہوا پا کر مجھے تبلیغ حق اور اصلاح کے لئے مامور فرمایا۔..........بذریعہ وحی الٰہی میرے پر بتصریح کھولا گیا کہ وہ مسیح جو اس امت کے لئے ابتداء سے موعود تھا اور وہ آخری مہدی جو تنزل اسلام کے وقت اور گمراہی کے پھیلنے کے زمانہ میں براہ راست خدا سے ہدایت پانے والا اور اس آسمانی فائدہ کو نئے سرے انسانوں کے آگے پیش کرنے والا تقدیر الٰہی میں مقدر کیا گیا تھا۔جس کی بشارت آج سے تیرہ سو برس پہلے رسول کریم ﷺ نے دی تھی وہ میں ہی ہوں..........‘‘۔

پھر فرمایا:۔

’’انہی دنوں میں جبکہ متواتر یہ وحی خدا کی مجھ پر ہوئی اور نہایت زبردست اور قوی نشان ظاہر ہوئے اور میرا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا دلائل کے ساتھ دنیا میں شائع ہوا تو خوست علاقہ حدود کابل میں ایک بزرگ تک جن کا نام اخوندزادہ مولوی عبداللطیف ہے کسی اتفاق سے میری کتابیں پہنچیں.......... چونکہ وہ بزرگ نہایت پاک باطن اور اہل علم اور اہل فراست اور خدا ترس اور تقویٰ شعار تھے اس لئے ان کے دل پر ان دلائل کا قوی اثر ہوا اور ان کو اس دعویٰ کی تصدیق میں کوئی دقت پیش نہ آئی اور ان کی پاک کانشنس نے بلاتوقف مان لیا کہ یہ شخص من جانب اللہ ہے اور یہ دعویٰ صحیح ہے۔ تب انہوں نے میری کتابوں کو نہایت محبت سے دیکھنا شروع کیا اور ان کی روح جو نہایت صاف اور مستعد تھی میری طرف کھینچی گئی۔ یہاں تک کہ ان کے لئے بغیر ملاقات کے دور بیٹھے رہنا نہایت دشوار ہو گیا۔

..........جب وہ میرے پاس پہنچا تو میں نے ان سے دریافت کیا کہ کن دلائل سے آپ نے مجھے شناخت کیا توانہوں نے فرمایا کہ سب سے پہلے قرآ ن ہے جس نے آپ کی طرف میری رہبری کی..........۔ میں دیکھ رہا تھا کہ اسلام ایک مردہ کی حالت میں ہو رہا ہے اور اب وہ وقت آ گیا ہے کہ پردۂ غیب سے کوئی منجانب اللہ مجدّدِ دین پیدا ہو..........انہیں دنوں میں یہ آواز میرے کانوں تک پہنچی کہ ایک شخص نے قادیان ملک پنجاب میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور میں نے بڑی کوشش سے چند کتابیں آپ کی تالیف کردہ بہم پہنچائیں اور انصاف کی نظر سے ان پر غور کر کے پھر قرآن کریم پر ان کو عرض کیا تو قرآن شریف کو ان کے ہر ایک بیان کا مصدق پایا‘‘۔(تذکرۃ الشہادتین ، روحانی خزائن جلد ۲۰ مطبوعہ لندن صفحہ ۳ تا ۱۱)

غالباً ۱۸۹۷ء کا واقعہ ہے کہ حضرت صاحبزادہ صاحب نے اپنی بیعت کا خط حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں بھجوایا اور بعض تحائف بھی حضور کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے ارسال کئے ۔آپ کے بعض شاگردوں نے بھی اپنی بیعت کے خطوط لکھے اور ارسال کئے۔ان میں مولوی عبدالستار خان صاحب، سید حکیم صاحب، سید احمد نور صاحب اور مولوی سید غلام محمد صاحب شامل تھے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’ان کی روح جو نہایت صاف اور مستعد تھی میری طرف کھینچی گئی یہاں تک کہ ان کے لئے بغیر ملاقات کے دور بیٹھے رہنا نہایت دشوار ہو گیا۔آخر اس زبردست کشش اور محبت اور اخلاص کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے اس غرض سے کہ ریاست کابل سے اجازت حاصل ہو جائے حج کے لئے مصمم ارادہ کیا اور امیر کابل سے اس سفر کے لئے درخواست کی۔ چونکہ وہ امیر کابل کی نظر میں ایک برگزیدہ عالم اور تمام علماء کے سردار سمجھے جاتے تھے اس لئے نہ صرف ان کو اجازت ہوئی بلکہ امداد کے طور پر کچھ روپیہ بھی دیا گیا‘‘۔

(تذکرۃ الشہادتین ،روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۹ تا ۱۰)

قادیان میں آمد اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ملاقات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’وہ اجازت حاصل کر کے قادیان میں پہنچے اور جب مجھ سے ان کی ملاقات ہوئی تو قسم ہے اس خدا کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں نے ان کو اپنی پیروی اور اپنے دعویٰ کی تصدیق میں ایسا فنا شدہ پایا کہ جس سے بڑھ کر انسان کے لئے ممکن نہیں اور جیسا کہ ایک شیشہ عطر سے بھرا ہوا ہوتا ہے۔ایسا ہی میں نے ان کو اپنی محبت سے بھرا ہوا پایا اور جیسا کہ ان کا چہرہ نورانی تھا ایسا ہی ان کا دل مجھے نورانی معلوم ہوتا تھا‘‘۔

(تذکرۃ الشہادتین روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۱۰)

اخبار البدر سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صاحبزادہ صاحب ۱۸؍نومبر ۱۹۰۲ء کو قادیان پہنچے تھے اور ظہر و عصر کی نماز کے وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’سعادت ازلی مولوی صاحب ممدوح کو کشاں کشاں قادیان میں لے آئی اور چونکہ وہ ایک انسان روشن ضمیر اور بے نفس اور فراست صحیحہ سے پورا حصہ رکھتا تھا اور علم حدیث اور علم قرآن سے ایک وہبی طاقت ان کو نصیب تھی اور کئی رؤیائے صالحہ بھی وہ میرے بارے میں دیکھ چکے تھے اس لئے چہرہ دیکھتے ہی مجھے انہوں نے قبول کر لیا اور کمال انشراح سے میرے دعویٰ مسیح موعود ہونے پر ایمان لائے اور جاں نثاری کی شرط پر بیعت کی۔اور ایک ہی صحبت میں ایسے ہو گئے کہ گویا سال ہا سال تک میری صحبت میں تھے اور نہ صرف اس قدر بلکہ الہام الٰہی کا سلسلہ بھی ان پر جاری ہو گیا اور واقعات صحیحہ ان پر وارد ہونے لگے اور ان کا دل ماسوی اللہ کے بقایا سے بکلّی دھویا گیا ۔ پھر وہ اس جگہ سے معرفت اور محبت الٰہیہ سے معمور ہو کر واپس اپنے وطن کی طرف گئے‘‘۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ۔ روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۳۲۹،۳۳۰)

قیام قادیان کے بعض حالات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’وہ کئی مہینہ تک میرے پاس رہے اور اس قدر ان کو میری باتوں میں دلچسپی پیدا ہوئی کہ انہوں نے میری باتوں کو حج پر ترجیح دی اور کہا کہ میں اس علم کا محتاج ہوں جس سے ایمان قوی ہو اور علم عمل پر مقدم ہے سو میں نے ان کو مستعد پا کر جہاں تک میرے لئے ممکن تھا اپنے معارف ان کے دل میں ڈالے‘‘۔(تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۱۰ روحانی خزائن جلد ۲۰ مطبوعہ لندن صفحہ ۱۱،۱۲)

’’وہ بار بار کہتے تھے کہ کیسے نادان وہ لوگ ہیں جن کا خیال ہے کہ مسیح موعودؑ کی پیشگوئی صرف حدیثوں میں ہے حالانکہ جس قدر قرآن شریف سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عیسیٰؑ فوت ہو گیا اور مسیح موعودؑ اسی امت میں سے آنے والا ہے اس قدر ثبوت حدیثوں سے نہیں ملتا۔غرض خدا تعالیٰ نے ان کے دل کو حق الیقین سے پر کر دیا تھا اور وہ پوری معرفت سے اس طرح پر مجھے شناخت کرتے تھے جس طرح درحقیقت ایک شخص کو آسمان سے اترتا مع فرشتوں کے دیکھا جاتا ہے‘‘۔(تذکرۃ الشہادتین ، روحانی خزائن جلد ۲۰ مطبوعہ لندن صفحہ ۳۹)

’’مولوی صاحبزادہ عبداللطیف صاحب جب قادیان میں آئے تو صرف ان کو یہی فائدہ نہ ہوا کہ انہوں نے مفصل طور پر میرے دعویٰ کے دلائل سنے بلکہ ان چند مہینوں کے عرصہ میں جو وہ قادیان میرے پاس رہے اور ایک سفر جہلم تک بھی میرے ساتھ کیا۔ بعض آسمانی نشان بھی میری تائید میں انہوں نے مشاہدہ کئے۔ان تمام براہین اور انوار اور خوارق کے دیکھنے کی وجہ سے وہ فوق العادت یقین سے بھر گئے اور طاقت بالا ان کو کھینچ کر لے گئی‘‘۔(تذکرۃ الشہادتین روحانی خزائن جلد ۲۰ مطبوعہ لندن صفحہ ۴۵)

سید احمد نورؓ بیان کرتے ہیں کہ:

’’حضرت صاحبزادہ صاحب چند ماہ قادیان میں ٹھہرے۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ سیر کو بھی جایا کرتے تھے۔ جب واپس آتے اور حضورؑ اپنے گھر تشریف لے جاتے تو حضرت صاحبزادہ صاحب فوری طور پر اپنے کپڑوں سے گرد و غبار صاف نہیں کرتے تھے جو سیر کے دوران ان پر پڑ جاتا تھا بلکہ کچھ عرصہ انتظار کرتے تھے اور جب ان کو اندازہ ہو جاتا کہ اب حضور نے اپنا لباس صاف کر لیا ہو گا تب اپنے کپڑوں سے گرد جھاڑتے تھے‘‘۔

(شہید مرحوم کے چشم دید واقعات حصہ اول صفحہ ۶،۷)

قادیان میں قیام کے دوران حضرت صاحبزادہ صاحب نے حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ سے درخواست کر کے حدیث بخاری کے دو تین صفحے پڑھے اور اپنے ساتھیوں سے کہا کہ یہ میں نے اس لئے کیا کہ میں حضرت مولانا کے شاگردوں میں شامل ہو جاؤں کیونکہ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلیفہ اول ہونگے۔

مولوی عبدالستار خان صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت صاحبزادہ صاحب نے ان سے فرمایا کہ قادیان شریف میں وہی آرام سے رہتا ہے جو درود شریف بہت پڑھتا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اہل بیت سے محبت رکھتا ہے۔ مسجد مبارک میں اللہ تعالیٰ نے مکہ اور مدینہ کی برکتیں نازل کی ہیں۔ جب منارۃ المسیح مکمل ہو جائے گا تب اللہ تعالیٰ کی طرف سے کمالات اور فیضان کا نزول ہو گا۔

ایک روز حضرت صاحبزادہ صاحب کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔آپ نے فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ ملائکہ نے میرے سبب بہت سے لوگوں کو قتل کیا ہے۔ میں کیا کروں میں نے تو کسی کو قتل نہیں کیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’ایک صریح وحی الٰہی صاحبزادہ مولوی عبداللطیف صاحب مرحوم کی نسبت ہوئی تھی جبکہ وہ زندہ تھے بلکہ قادیان میں ہی موجود تھے..........جو مولوی صاحب کے مارے جانے کے بارے میں ہے اور وہ یہ ہے کہ:’’ قُتِلَ خَیْبَةً وَ زِیْدَ هَیْبَةً ‘‘۔یعنی ایسی حالت میں مارا گیا کہ اس کی بات کو کسی نے نہ سنا اور اس کا مارا جانا ایک ہیبت ناک امر تھا یعنی لوگوں کو بہت ہیبت ناک معلوم ہوا اور اس کا بڑا اثر دلوں پر ہوا‘‘۔(تذکرۃ الشہادتین حاشیہ۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ مطبوعہ لندن صفحہ ۷۵)

☆......☆......☆

حضرت صاحبزادہ صاحب کی قادیان سے افغانستان کو واپسی

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’مولوی صاحب خوست علاقہ کابل سے قادیان آ کر کئی مہینہ میرے پاس اور میری صحبت میں رہے۔ پھر بعد اس کے جب آسمان پر یہ امر قطعی طور پر فیصلہ پا چکا کہ وہ درجہ شہادت پاویں تو اس کے لئے یہ تقریب پیدا ہوئی کہ وہ مجھ سے رخصت ہو کر اپنے وطن کی طرف واپس تشریف لے گئے‘‘۔

(تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن مطبوعہ لندن جلد۲۰ صفحہ ۴۹)

اسی طرح فرمایا:’’اور عجیب بات یہ ہے کہ ان کے بعض شاگرد بیان کرتے ہیں کہ جب وہ وطن کی طرف روانہ ہوئے تو بار بار کہتے تھے کہ کابل کی زمین اپنی اصلاح کے لئے میرے خون کی محتاج ہے‘‘۔(تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن مطبوعہ لندن جلد۲۰ صفحہ ۵۳،۵۴)

☆......☆......☆

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت صاحبزادہ سید عبداللطیف صاحب مع ایک گروہ کثیر الوداع کہنے کے لئے دور تک بٹالہ کی سڑک پر تشریف لے گئے ۔ آخر جب حضرت صاحبزادہ صاحب رخصت ہونے لگے تو وہ سڑک پر حضور کے قدموں میں گر پڑے اور جدائی کے غم کے مارے ان کی چیخیں نکل گئیں اور زار زار رونے لگے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کو بڑی مشکل سے اٹھایا اور تسلی دی اور رخصت کیا۔

☆......☆......☆

حضرت مولانا شیر علی صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ جب صاحبزادہ صاحب واپس افغانستان جانے لگے تو وہ کہتے تھے کہ میرا دل یہ کہتا ہے کہ میں اب زندہ نہیں رہوں گا۔میری موت آن پہنچی ہے ۔وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس ملاقات کو آخری ملاقات سمجھتے تھے۔ رخصت ہوتے وقت وہ حضور کے قدموں میں گر کر زار زار رونے لگے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انہیں اٹھنے کے لئے کہا اور فرمایا کہ ایسا نہیں کرنا چاہئے۔مگر وہ حضور کے قدموں پر گرے رہے۔آخر آپؑ نے فرمایا اَلْاَمْرُ فَوْقَ الْاَدَب۔اس پر وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور بڑی حسرت کے ساتھ رخصت ہوئے۔

وطن میں آمد اور رشتہ داروں کو تبلیغ

جب حضرت صاحبزادہ سید محمد عبداللطیف صاحب اپنے گاؤں سیّدگاہ کے قریب پہنچے تو آپ کے عزیز و اقارب نے بڑی خوشی کا اظہار کیا کہ صاحبزادہ صاحب حج کر کے واپس آئے ہیں۔آپ نے فرمایا کہ میں حج سے نہیں آیا بلکہ قادیان سے آیا ہوں جہاں ایک مقبول الٰہی مستجاب الدعوات شخصیت ہے جس نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور آپ لوگوں کو یہ خبر دیتا ہوں کہ وہ اپنے دعویٰ میں صادق ہے اس کا انکار نہ کرو بلکہ اسے تسلیم کر کے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچ جاؤ اور اس کی رحمتوں کے مورد اور وارث بن جاؤ۔اس پر آپ کے رشتہ دار ناراض ہو گئے اور کہنے لگے اس شخص کی بابت ہم کو خبر ملی ہے کہ وہ کافر ہے (نعوذباللہ) اور اس کے پیرو بھی۔قادیان جانا بھی کفر ہے۔آپ ان باتوں سے باز آ جائیں ورنہ اگر یہ امیر حبیب اللہ خان کے علم میں آیا تو وہ ہم سب کو قتل کروا دے گا۔

آپ نے فرمایا کہ مناسب ہے کہ تم یہ ملک

باقی صفحہ نمبر ۱۰ پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

نیک نمونہ سب سے بڑی تبلیغ ہے۔ ہم میں سے ہر ایک کا فرض ہے کہ تمام انسانیت کو آنحضور ﷺ کی حقیقی تعلیم کے جھنڈے تلے لے آئیں۔

شادی کے بعد لڑکیوں کو غربت کے یا حسب نسب کے طعنے دینا انتہائی ظلم کی بات ہے۔

(قرآن مجید، احادیث نبویہ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے اللہ تعالیٰ کی صفت الخبیر کے تعلق میں مختلف پیش خبریوں کا ایمان افروز تذکرہ)

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔فرمودہ ۲۳؍مئی ۲۰۰۳ء مطابق ۲۳؍ہجرت ۱۳۸۲ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريک له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلک يوم الدين – إياک نعبد و إياک نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

﴿الٓرٰ۔ کِتٰبٌ اُحْکِمَتْ اٰیٰتُہٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَکِیْمٍ خَبِیْرٍ﴾(سورة هود:۲)اس کا ترجمہ ہے:﴿الٓر﴾۔اَنَا اللّٰہُ اَرٰی: میں اللہ ہوں۔ میں دیکھتا ہوں۔(یہ) ایک ایسی کتاب ہے جس کی آیات مستحکم بنائی گئی ہیں (اور) پھر صاحب حکمت (اور) ہمیشہ خبر رکھنے والے کی طرف سے اچھی طرح کھول دی گئی ہیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

''اس کتاب کی آیتیں اپنے اندر حکمت رکھتی ہیں۔ اور جو کچھ بھی اس میں بیان ہوا ہے وہ بدی سے روکنے والا اور نیکی کی طرف لے جانے والا ہے۔ اور انسان کی پوشیدہ بدیوں سے اس کو آگاہ کر کے اس کی حقیقت سے اسے واقف کرتا ہے۔ اور اس کلام میں کسی قسم کا کوئی نقص نہیں اور نہ کوئی ضرورت سے زائد بات ہے۔ غرض تمام ضروری تعلیم بغیر فضول ولغو کی بقدر حاجت بیان کی گئی ہے۔ اور ساتھ ہی پھر اس امر کا بھی لحاظ رکھا گیا ہے کہ ہر ایک قسم کی ضروری تفصیل بھی آ گئی ہے۔ اور فروعات کو بھی نظر انداز نہیں کیا گیا۔ بلکہ بقدر ضرورت انہیں بھی بیان کیا گیا ہے۔

............﴿مِنْ لَّدُنْ حَکِیْمٍ خَبِیْرٍ﴾ سے یہ بتایا ہے کہ اس کا منبع بھی اعلیٰ ہے۔ اس لئے اس کی تمام تفاصیل پر اعتبار کیا جا سکتا ہے۔ حکیم اسے کہتے ہیں جو موقع کے مطابق کام کرنے والا ہو۔ اس صفت سے یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ اس کلام کی بھیجنے والی ہستی کے یہ مدنظر نہیں ہے کہ وہ لوگوں میں شہرت یا عزت حاصل کرے بلکہ اس کے مدنظر بنی نوع انسان کا فائدہ ہے۔ پس اس نے کوئی ایسی تعلیم اس میں نہیں دی۔ جو بظاہر خوبصورت ہو لیکن بہ باطن خراب ہو۔ بلکہ اس نے ہر وہ تعلیم جو انسان کے فائدہ کی ہے پیش کر دی ہے۔ خواہ لوگ اس سے کس قدر ہی کیوں نہ بھاگیں اور برا نہ منائیں۔

ظاہر میں اچھی اور باطن میں بری تعلیم کی مثال انجیل کی تعلیم ہے کہ اگر کوئی تیری ایک گال پر تھپڑ مارے تو تُو دوسری بھی پھیر دے۔ اور بظاہر بُری اور حقیقت میں اچھی تعلیم کی مثال قرآن کریم کی یہ تعلیم ہے کہ جو اقوام جبراً مذہب میں دخل دیں۔ ان کا سختی سے مقابلہ کرنا چاہئے۔ جس تعلیم کی غرض لوگوں میں قبولیت حاصل کرنا ہو گی۔ وہ اول الذکر قسم کی تعلیموں پر انحصار کرے گی اور جس کی غرض اصلاح ہو گی۔ وہ لوگوں کی پسندیدگی یا عدم پسندیدگی کا خیال کئے بغیر جو مفید باتیں ہیں انہیں بیان کر دے گی۔''

(تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۱۴۱۔۱۴۲)

اس بارہ میں مزید حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

''خَبِیْـــــــر۔ کہہ کر یہ بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ حقیقتِ امر سے واقف ہے۔ خبیر کا لفظ اصل حال کی واقفیت پر دلالت کرتا ہے۔ اور بواطن امور کے جاننے کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے کہ اس صفت کا مالک اندرونی تغیرات پر خاموش نہیں رہ سکتا اور بداعمالی کی سزا کو نظر انداز نہیں کر سکتا۔''

(تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۱۴۲)

حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''اَنَا اللّٰہُ اَرٰی: اللہ تعالیٰ جل شانہٗ فرماتا ہے بُتوں کے حامی جو کچھ نبی کریم ﷺ کی مخالفت کرتے رہتے ہیں۔ وہ مَیں دیکھ رہا ہوں (جس کے معنے یہ ہیں کہ ہمیں اِن کی شرارتوں کا علم ہے اس کے مطابق باز پُرس ہو گی۔ اس سورۃ میں دشمنانِ رسالت مآب کی شرارتوں کا بیان ہے...........

﴿مِنْ لَّدُنْ حَکِیْمٍ خَبِیْرٍ﴾: یہ کتاب حکیم کی طرف سے ہے۔ عام حکیم جو کچھ کہتے ہیں اس کے سامنے عوام کو چون و چرا کا یارا نہیں۔ چہ جائیکہ ایک عظیم الشان حکیم کی طرف سے ہو اور حکیم بھی ایسا کہ جو ہر طرح سے باخبر ہو۔'' (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ دسمبر ۱۹۰۹ء)

اللہ تعالیٰ نے اس میں صرف یہی نہیں بتایا کہ جو کچھ اس وقت ہو رہا ہے وہ مَیں دیکھ رہا ہوں بلکہ پہلوں کی بھی خبر دی جن کے انکار کی وجہ سے جو قومیں ہلاک کر دی گئیں اور آئندہ زمانہ میں جو کچھ ہونے والا ہے جو کچھ مسلمان کہلانے والے آنے والے شاہد کے ساتھ سلوک کریں گے اس سے بھی باخبر ہے۔ چنانچہ اسی لئے حضور ﷺ نے فرمایا (جو آیت مَیں نے پڑھی تھی سورہ ھود کی ہے) آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ سورۃ ھود نے مجھے بوڑھا کر دیا ہے۔ آپ سے پہلے کے انبیاء کے انکار کرنے والوں کی ہلاکت کا تو غم آپ کو تھا ہی، اپنی امت کا بھی غم تھا کیونکہ امت کی ذمہ داری بھی آپ ﷺ پر ڈالی گئی تھی۔ اس بارہ میں حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ آج یہی ذمہ داری آپ کے جانشینوں اور آپ کے ماننے والوں پر ہے۔ کیفیت اور کمیت دونوں لحاظ سے یہ ذمہ داری اس قدر ہے کہ پڑھ کر دل کانپ جاتا ہے۔

پھر حضرت مصلح موعودؓ اس کی مزید تفصیل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھے ھود اور اس جیسی سورتوں نے قبل از وقت بوڑھا کر دیا ہے کیونکہ آپ دیکھتے تھے کہ آپ کے ساتھ توبہ کرنے والے لوگ آپ کے زمانہ تک ہی محدود نہ تھے بلکہ آپ کے بعد قیامت تک آنے والے تھے۔ ان لوگوں کی تربیت کی ذمہ داری آپ کس طرح اٹھا سکتے تھے۔ یہ خیال تھا جس نے آپ پر اثر کیا اور آپ کو بوڑھا کر دیا۔ مگر آپ کا یہ تقویٰ اللہ تعالیٰ کو ایسا پسند آیا کہ اس نے یہ کام اپنے ذمہ لے لیا اور وعدہ کر لیا کہ مَیں ہمیشہ تیری امت میں سے ایسے لوگ مبعوث کرتا رہوں گا جو تیرے نقش قدم پر چل کر میرا قرب حاصل کریں گے اور تیری طرف سے اس امت کی اصلاح کریں گے۔

پھر آپؓ فرماتے ہیں:

''رسول کریم ﷺ کے عمل کے مقابلہ میں اب ہمیں غور کرنا چاہئے کہ ہم نے کیا کیا ہے۔ ہمارا بھی رسول کریم ﷺ کی طرح یہ فرض رکھا گیا ہے کہ اپنے نفس کی اصلاح کے ساتھ دوسرے مومنوں کی اصلاح کی بھی فکر کریں۔ ایک ادنیٰ غور سے یہ بات معلوم ہو سکتی ہے کہ بغیر ایک کامل نظام کے اس حکم پر عمل

نہیں ہوسکتا۔ایک مومن اپنے پاس کے مومنوں کوتو نصیحت کرسکتا ہے لیکن وہ سب دنیا کے مومنوں کو بغیر نظام کے کس طرح نصیحت کرسکتا ہے۔صرف مکمل نظام ہی ہے جس کے ذریعہ سے انسان اپنے گھر بیٹھا سب مسلمانوں کی خبر رکھ سکتا ہے کیونکہ جب وہ نظام کے قیام میں مدد دیتا ہے خواہ روپیہ سے، وقت سے، قلم سے، زبان سے یا دماغ سے تو وہ اس نظام کا ایک حصہ ہو جاتا ہے۔اور اس نظام کے ذریعہ سے جہاں جہاں بھی کام ہوتا ہے اس میں وہ شریک ہوتا ہے۔اس وقت احمدی جماعت ہی نظام کے ماتحت ہے اور دیکھ لو وہی تبلیغ اسلام دنیا کے مختلف ممالک میں کر رہی ہے۔

فرماتے ہیں: ایک پنجاب کے گاؤں کا زمیندار یا ایک افغانستان کے ایک گوشہ میں بسنے والا افغان جو جغرافیہ سے محض نابلد ہے جب اپنی کمائی کا ایک حصہ خزانۂ سلسلہ میں ادا کرتا ہے تو وہ نہ صرف اپنے ذاتی فرض کو ادا کرتا ہے بلکہ اس طرح وہ یورپ، امریکہ، سماٹرا، جاوا، افریقہ وغیرہ مختلف براعظموں اور ملکوں میں تبلیغ اسلام کا جو کام ہو رہا ہے اس میں شریک ہو جاتا ہے۔اور اس حکم کی ذمہ داری سے ایک حد تک سبکدوش ہو جاتا ہے۔ (تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۲۶۵)

پس آج ہمارا جو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منسوب جماعت ہے اور جو سب سے بڑھ کر آنحضرت ﷺ کے محبت اور عشق کی دعویدار ہے اور اس زمانہ میں مسیح موعود علیہ السلام کو مان کر یہ ثابت کر دیا ہے کہ ہم صرف دعویٰ ہی نہیں کر رہے بلکہ حقیقت میں آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق آپ کے حکم کے مطابق ہم نے امام کو پہچانا اور مانا اور ہم اس جماعت میں داخل ہو گئے ہیں جس پر ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے ڈالی ہے کہ وہ آئندہ بھی دنیا کی اصلاح کی کوشش کرتی رہے گی، ہم میں سے ہر ایک کا یہ فرض ہے کہ ہم اس عشق کو سچ کر دکھائیں اور امت مسلمہ کو خصوصاً کہ وہ ہمارے محبوب ﷺ کی طرف منسوب ہونے والے ہیں اور تمام انسانیت کو عموماً آنحضور ﷺ کی حقیقی تعلیم کے جھنڈے تلے لے آئیں۔اور اس کے ساتھ سب سے بڑھ کر ہمیں خود بھی اپنی اصلاح کرنی ہوگی۔اس طرف توجہ دینی ہوگی کیونکہ نیک نمونہ سب سے بڑی تبلیغ ہے۔اللہ کرے ہمارا شمار ان خوش قسمت لوگوں میں ہو جن کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کی فکر کو دیکھ کر یہ وعدہ کیا تھا کہ تیرے راستہ پر چل کر میرا قرب حاصل کرنے والے ہوں گے۔

اب کچھ اور آیات ہیں صفت خبیر کے متعلق وہ پیش کرتا ہوں۔﴿وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ بَعْدِ نُوْحٍ ـ وَكَفٰى بِرَبِّكَ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًا بَصِيْرًا﴾ (نبی اسرائیل: ۱۸)۔اور کتنے ہی زمانوں کے لوگ ہیں جنہیں ہم نے نوح کے بعد ہلاک کیا اور تیرا ربّ اپنے بندوں کے گناہوں کی خبر رکھنے (اور) اُن پر نظر رکھنے کے لحاظ سے بہت کافی ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہٗ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

''اس قسم کی مثالیں تم کو شروع سے دنیا میں نظر آئیں گی، نوح سے لے کر اس وقت تک نبی آتے رہے ہیں سب کے زمانہ میں اسی طرح ہوتا چلا آیا ہے۔ ﴿وَكَفٰى بِرَبِّكَ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًا بَصِيْرًا﴾ کہہ کر یہ بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ جو خبیر و بصیر ہے بندوں کو غلط راستہ پر چلتے دیکھ کر کس طرح خاموش رہ سکتا ہے۔یہ فقرہ بھی ان معنوں کو ردّ کرتا ہے جو اوپر کی آیت کے بعض نادانوں نے کئے ہیں (کہ خدا تعالیٰ بڑے بڑے لوگوں کو یہ حکم دیتا ہے کہ بدکار ہو جاؤ) کیونکہ اس میں بتایا ہے کہ معذب لوگ پہلے سے گناہ گار ہوتے ہیں یہ نہیں کہ خدا تعالیٰ ان کو گنہگار بناتا ہے۔'' (تفسیر کبیر جلد ۴ صفحہ ۳۱۷)

پھر ایک آیت ہے ﴿وَالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ ـ اِنَّ اللّٰهَ بِعِبَادِهٖ لَخَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ﴾ (سورۃ الفاطر: ۳۲) اور جو ہم نے تیری طرف کتاب میں سے وحی کیا ہے وہی حق ہے۔اس کی تصدیق کرنے والا ہے جو اس کے سامنے ہے۔یقیناً اللہ اپنے بندوں سے ہمیشہ باخبر رہنے والا (اور ان پر) گہری نظر رکھنے والا ہے۔

امام رازیؒ ﴿اِنَّ اللّٰهَ بِعِبَادِهٖ لَخَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ﴾ کے تحت فرماتے ہیں کہ اس ارشاد الٰہی کے دو پہلو ہیں:

نمبر ایک: حقیقت یہ ہے کہ یہ بات برحق ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی ہے اور وَاللّٰهُ خَبِيْرٌ کا مطلب ہے کہ وہ چھپی ہوئی باتوں کو جاننے والا ہے ۔اور {بَصِيْرٌ} کا مطلب یہ ہے کہ وہ ظاہری باتوں کو بھی جاننے والا ہے۔پس اس کی وحی میں ظاہری طور پر بھی اور باطنی طور پر بھی کوئی باطل بات نہیں ہے۔

نمبر ۲: ﴿اِنَّ اللّٰهَ بِعِبَادِهٖ لَخَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ﴾ اس اعتراض کا جواب بھی ہو سکتا ہے جو مشرکین مکہ کیا کرتے تھے کہ یہ قرآن کسی عظیم المرتبت شخص پر کیوں نازل نہیں ہوا؟

پس فرمایا ﴿اِنَّ اللّٰهَ بِعِبَادِهٖ لَخَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ﴾ یعنی وہ ان کے باطن کو جانتا ہے اور ان کے ظاہر پر بھی نظر رکھے ہوئے ہے۔پس اس نے محمد ﷺ کو چنا اور ان کے علاوہ کسی اور کو نہ چنا۔کیونکہ ان کے نزدیک وہی اس مقام کے لئے ان میں سے سب سے زیادہ اہل تھے۔ (تفسیر کبیر رازی)

پھر فرمایا: ﴿وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِي الْاَرْضِ وَلٰكِنْ يُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَآءُ ـ اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ﴾ (سورۃ الشوریٰ: ۲۸) اور اگر اللہ اپنے بندوں کے لئے رزق کشادہ کر دیتا تو وہ زمین میں ضرور باغیانہ روش اختیار کرتے لیکن وہ ایک اندازہ کے مطابق جو چاہتا ہے نازل کرتا ہے۔یقیناً وہ اپنے بندوں سے ہمیشہ باخبر (اور ان پر) گہری نظر رکھنے والا ہے۔

اس آیت کے تعلق میں حضرت انسؓ آنحضرت ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے جو باتیں اپنے رب تبارک و تعالیٰ سے بیان کی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس نے میرے کسی ولی کی اہانت کی اس نے گویا مجھے جنگ کے لئے للکارا اور مَیں اپنے اولیاء کی مدد کرنے میں سب سے سُرعت سے کام لینے والا ہوں۔اور مجھے ان کے باعث اس طرح غصہ آتا ہے جس طرح غضبناک شیر کو غصہ آتا ہے۔اور مَیں کسی کام کے کرنے میں کبھی متردّد نہیں ہوا البتہ ایک ایسے مومن کی روح قبض کرنے میں مجھے تردّد ہوتا ہے جو موت کو ناپسند کرتا ہے۔اگرچہ مَیں اس کی ناگواری کو ناپسند کرتا ہوں مگر اس کے سوا چارہ نہیں ہوتا۔اور میرا کوئی مومن بندہ میرا مقرب نہیں ہوا مگر ان فرائض کی ادائیگی کی وجہ سے جو مَیں اس پر فرض کئے ہیں۔اور میرا مومن بندہ نوافل کے ذریعہ مسلسل میرے قریب ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ مَیں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں۔اور جب مَیں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں تو مَیں اس کے کان، آنکھیں، زبان اور ہاتھ اور اس کا مددگار ہو جاتا ہوں۔پس اگر وہ مجھ سے کچھ مانگتا ہے تو مَیں اسے دے دیتا ہوں۔اور اگر وہ مجھ سے کوئی دعا کرتا ہے تو مَیں اس کی دعا قبول کرتا ہوں۔میرے کچھ بندے مجھ سے عبادت کا دروازہ پوچھتے ہیں اور مَیں جانتا ہوں کہ اگر مَیں نے اس کو وہ دروازہ بتا دیا تو اس شخص میں عُجب آ جائے گا جو اس کو بگاڑ دے گا۔اور میرے کچھ مومن بندے ایسے ہیں کہ جن کو دولتمندی ہی راہ راست پر قائم رکھ سکتی ہے اور اگر مَیں ان کو غریب کر دوں تو غربت ان کو بگاڑ دے گی اور میرے مومن بندوں میں سے بعض ایسے ہیں جن کو غربت ہی درست حال پر قائم رکھتی ہے اور اگر مَیں انہیں غنی کر دوں تو امیر ہونا اس کو فساد میں مبتلا کر دے گا۔اور مَیں اپنے بندوں کے بارہ میں ان کے دلوں کے حال کو جانتا ہوئے تدبیر کرتا ہوں۔پس مَیں علیم و خبیر ہوں۔

اس کے بعد حضرت انسؓ نے ان الفاظ میں دعا کی ہے 'اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ مِنْ عِبَادِكَ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُصْلِحُهُمْ اِلَّا الْغِنٰى فَلَا تُفْقِرْنِيْ بِرَحْمَتِكَ'۔اے اللہ! مَیں تیرے ان مومن بندوں میں سے ہوں جن کو صرف غناء ہی راس آتا ہے۔پس تُو اپنی رحمت سے مجھے مفلس نہ رہنے دینا۔

(تفسیر قرطبی)

پھر فرمایا: ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ـ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ـ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ﴾ (سورۃ الحجرات: ۱۴)۔ اے لوگو! یقیناً ہم نے تمہیں نر اور مادہ سے پیدا کیا اور تمہیں قوموں اور قبیلوں میں تقسیم کیا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔بلاشبہ اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ متّقی ہے۔یقیناً اللہ دائمی علم رکھنے والا (اور) ہمیشہ باخبر ہے۔

علامہ فخر الدین رازیؒ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ظاہر کو جانتا ہے، تمہارے نسب کو جانتا ہے، تمہارے باطن سے باخبر ہے ، اس پر تمہارے بھید مخفی نہیں ہیں۔پس تم تقویٰ کو اپنا عمل بناؤ اور تقویٰ میں بڑھتے چلے جاؤ جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں بڑھایا ہے (تفسیر کبیر رازیؒ)

حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں:

''تم میں سے معزز اور زیادہ مکرم وہ ہے جو زیادہ تر متقی ہے۔جس قدر نیکیاں اور اعمال صالح کسی

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

میں زیادہ ہوتے ہیں وہی زیادہ معزز ومکرم ہے۔کیا بے جا شیخی اور انانیت نہیں ہورہی؟ پھر بتلاؤ۔اس نعمت کی قدر کی تو کیا کی؟ یہ اخوت اور برادری کا واجب الاحترام مسئلہ اسلام کی دیکھا دیکھی اب اور قوموں نے بھی لے لیا۔ پہلے ہندو وغیرہ قومیں کسی دوسرے مذہب وملت کے پیرو کو اپنے مذہب میں ملانا عیب سمجھتے تھے اور پرہیز کرتے تھے۔مگر اب شدھ کرتے اور ملاتے ہیں۔ گو کامل اخوت اور سچے طور پر نہیں۔مگر رسول اللہ ﷺ کی طرف غور کرو کہ حضورؐ نے اپنی عملی زندگی سے کیا ثبوت دیا کہ زید جیسے کے نکاح میں شریف بیبیاں آئیں۔ اسلام،مقدس اسلام نے قوموں کی تمیز کو اُٹھا دیا جیسے وہ دنیا میں توحید کو زندہ اور قائم کرنا چاہتا تھا اور چاہتا ہے اسی طرح ہر بات میں اس سے وحدت کی روح پھونکی اور تقویٰ پر ہی امتیاز رکھا۔قومی تفریق پر جو نفرت اور حقارت پیدا کر کے شفقت علیٰ خلق اللہ کے اصول کی دشمن ہوسکتی تھی اُسے دور کر دیا۔ ہمیشہ کا منکر جب اسلام لاوے تو شیخ کہلاوے۔ یہ سعادت کا تمغہ یہ سعادت کا نشان جو اسلام نے قائم کیا تھا صرف تقویٰ تھا۔(الحکم ۵ مئی ۱۸۹۹ء صفحہ ۴)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:’’مکرم ومعظم کوئی دنیاوی اصولوں سے نہیں ہوسکتا۔خدا کے نزدیک بڑا وہ ہے جو متقی ہے۔﴿اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَاللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ۔ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ﴾ یہ جو مختلف ذاتیں ہیں یہ کوئی وجہ شرافت نہیں۔خدا تعالیٰ نے محض عرف کے لئے ذاتیں بنائیں اور آج کل تو صرف بعد چار پشتوں کے حقیقی پتہ لگانا ہی مشکل ہے۔متقی کی شان نہیں کہ ذاتوں کے جھگڑے میں پڑے۔ جب اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کر دیا کہ میرے نزدیک ذات کوئی سند نہیں۔حقیقی مکرمت اور عظمت کا باعث فقط تقویٰ ہے‘‘۔(رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء صفحہ ۵۰)

پھر فرماتے ہیں:’’دینی غریب بھائیوں کو کبھی حقارت کی نگاہ سے نہ دیکھو۔ مال ودولت یا نسلی بزرگی پر بے جا فخر کر کے دوسروں کو ذلیل اور حقیر نہ سمجھو۔ خدا کے نزدیک مکرم وہی ہے جو متقی ہے۔ چنانچہ فرمایا﴿اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَاللّٰهِ اَتْقٰكُمْ﴾ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے گو کہ جماعت میں بہت بڑا حصہ ایسا ہے جو اس بات پر قائم ہے لیکن پھر بھی وقتاً فوقتاً ایسی مثالیں سامنے آتی رہتی ہیں۔ہمیں اب اس تعلیم کو بڑی اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے۔اب بھی ایسے خطوط آتے رہتے ہیں جن میں یہ ذکر ہوتا ہے کہ ہمیں یا ہمارے عزیزوں کی لڑکیوں کی طرف سے شادیوں کے بعد غربت کے طعنے دئے جاتے ہیں یا حسب نسب کے طعنے دئے جاتے ہیں۔ یہ باتیں تو ایسی ہیں جو شادی کرنے والے کو پہلے سوچ لینی چاہئیں۔ پہلے حسب نسب یا غربت وامارت کا پتہ یا علم نہیں تھا۔انتہائی ظلم کی بات ہے یہ۔ پہلے بھی کسی نے آپ کو مجبور نہیں کیا ہوتا کہ ضرور فلاں جگہ شادی کرنی ہے۔اپنی مرضی سے،اپنے شوق سے کرتے ہیں تو پھر اس کے بعد کوئی وجہ نہیں کہ اس قسم کے طعنے یا اس قسم کی باتیں کی جائیں۔ کچھ خدا کا خوف ہونا چاہئے۔اللہ تعالیٰ سب کو تقویٰ پر قائم کرے۔

قرآن کریم کی بعض اور بیان فرمودہ پیشگوئیاں ہیں،پیش خبریاں ہیں۔فرمایا:﴿وَاِذَاالْعِشَارُ عُطِّلَتْ﴾ اور جب دس ماہ کی گابھن اونٹنیاں بغیر کسی نگرانی کے چھوڑ دی جائیں گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سورۃ تکویر کی اس آیت کی تفسیر کے تحت فرماتے ہیں:

’’قرآن اور حدیث دونوں بتلا رہے ہیں کہ مسیح کے زمانہ میں اونٹ بیکار ہوجائیں گے یعنی ان کے قائم مقام کوئی سواری پیدا ہوجائے گی۔ یہ حدیث مسلم میں موجود ہے۔ اور اس کے الفاظ یہ ہے: ’’وَلَيُتْرَكَنَّ الْقِلَاصُ فَلَا يُسْعٰى عَلَيْهَا‘‘ اور قرآن کے الفاظ یہ ہیں ﴿وَاِذَاالْعِشَارُ عُطِّلَتْ﴾۔شیعوں کی کتابوں میں بھی یہ حدیث موجود ہے مگر کیا کسی نے اس نشان کی کچھ پرواہ کی۔ابھی عنقریب ہی اس پیشگوئی کا دلکش نظارہ مکہ اور مدینہ کے درمیان نمایاں ہونے والا ہے جبکہ اونٹوں کی ایک لمبی قطار کی جگہ ریل کی گاڑیاں نظر آئیں گی۔ اور تیرہ سو برس کی سواریوں میں انقلاب ہو کر ایک نئی سواری پیدا ہوجائے گی۔اس وقت ان مسافروں کے سر پر جب یہ آیت﴿وَاِذَاالْعِشَارُ عُطِّلَتْ﴾ اور یہ حدیث ’’وَلَيُتْرَكَنَّ الْقِلَاصُ فَلَا يُسْعٰى عَلَيْهَا‘‘ پڑھی جائے گی تو کیسے انشراح صدر سے ان کو ماننا پڑے گا کہ یہ درحقیقت آج کے دن کے لئے ایک نشان تھا اور ایک عظیم الشان پیشگوئی تھی جو ہمارے نبی کریمؐ کے مبارک لبوں سے نکلی اور آج پوری ہوئی‘‘۔(نزول المسیح ، روحانی خزائن جلد۱۸ صفحہ ۴۰۶)

یہ بھی اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کے لئے پیش کی گئی ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:’’مَیں وہ شخص ہوں جس کے زمانہ میں اس ملک میں ریل جاری ہو کر اونٹ بیکار کئے گئے اور عنقریب وہ وقت آتا ہے بلکہ بہت نزدیک ہے جبکہ مکہ اور مدینہ کے درمیان ریل جاری ہو کر اونٹ بیکار ہوجائیں گے جو تیرہ سو برس سے یہ سفر مبارک کرتے تھے۔تب اس وقت ان اونٹوں کی نسبت وہ حدیث جو صحیح مسلم میں موجود ہے صادق آئے گی یعنی یہ کہ ’’لَيُتْرَكَنَّ الْقِلَاصُ فَلَا يُسْعٰى عَلَيْهَا‘‘ یعنی مسیح کے وقت میں اونٹ بیکار کئے جائیں گے اور کوئی ان پر سفر نہیں کرے گا‘‘۔(تذکرۃ الشہادتین ، روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۶)

پھر فرمایا:﴿وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ﴾(التکویر:۱۱)اور جب صحیفے نشر کئے جائیں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:’’ایسا ہی قرآن شریف میں آخری زمانہ کی نسبت اور بھی پیشگوئیاں ہیں۔ان میں سے ایک یہ پیشگوئی بھی ہے﴿وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ﴾یعنی آخری زمانہ وہ ہوگا جبکہ کتابوں اور صحیفوں کی اشاعت بہت ہوگی گویا اس سے پہلے کبھی ایسی اشاعت نہیں ہوئی تھی۔ یہ ان کلوں کی طرف اشارہ ہے جن کے ذریعہ سے آج کل کتابیں چھپتی ہیں اور پھر ریل گاڑی کے ذریعہ سے ہزاروں کوسوں تک پہنچائی جاتی ہیں‘‘۔

(چشمۂ معرفت ، روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۳۲۲)

ویسے تو قدیم زمانہ سے درختوں کے پتوں،ان کی چھالوں اور ہڈیوں اور پتھروں وغیرہ پر لکھنے کا رواج رہا ہے جیسا کہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں رائج تھا۔تاہم باقاعدہ فن کتابت کا آغاز چین سے ہوا۔ پہلا مطبوعہ نمونہ ۸۶۸ء کا ہے جو برٹش میوزیم میں موجود ہے وہ چین کا ہے۔

بہرحال اب یہ فن روز بروز ترقی پر ہے۔اس کی نئی نئی شکلیں مثلاً کمپیوٹر اور کمپیوٹرائزڈ چھاپہ خانے ، پھر آج کل ای میل وغیرہ مختلف چیزیں ہیں جو جاری ہیں جو اس الٰہی خبروں کی کہ ﴿وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ﴾ کی صداقت کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

پھر فرمایا﴿وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً۔وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ﴾(النحل:۹)اور گھوڑے اور خچر اور گدھے (پیدا کئے) تا کہ تم ان پر سواری کرو اور (وہ) بطور زینت (بھی) ہوں۔نیز وہ (تمہارے لئے) وہ بھی پیدا کرے گا جسے تم نہیں جانتے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ اس آیت کے حوالے سے سورۃ کے تعارفی نوٹ میں فرماتے ہیں:

’’ہر قسم کے جانوروں کی تخلیق کا ذکر فرمانے کے بعد یہ عظیم الشان پیشگوئی فرمائی گئی ہے کہ اس قسم کی اور سواریاں بھی اللہ تعالیٰ پیدا فرمائے گا اور جن کا تمہیں اِس وقت کوئی علم نہیں۔چنانچہ فی زمانہ ایجاد ہونے والی نئی نئی سواریوں کی پیشگوئی اس آیت میں فرما دی گئی ہے‘‘۔

اب مختلف النوع قسم کی سواریاں اور پھر ان کے مختلف النوع قسم کے فیولز (Fules) ہیں جن سے یہ چلتی ہیں۔سولر انرجی (Solar Energy) سے چلنے والی سواریاں بھی ایجاد ہیں۔

پھر ترقی یافتہ قوموں کے زوال کی خبر ہے۔﴿اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ۔ اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ۔ وَاَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ ۔تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ﴾(سورۃ الفیل :۲تا۶)۔ کیا تُو نہیں جانتا کہ تیرے ربّ نے ہاتھی والوں سے کیا سلوک کیا؟ کیا اُس نے اُن کی تدبیر کو رائیگاں نہیں کر دیا؟ اور اُن پر غول در غول پرندے (نہیں) بھیجے؟ وہ اُن پر کنکر ملی خشک مٹّی کے ڈھیلوں سے پتھراؤ کر رہے تھے۔ پس اس نے اُنہیں کھائے ہوئے بھوسے کی طرح کر دیا۔

اس کی تفسیر میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

’’دنیاوی قوموں کی ترقی آخر اس نقطۂ عروج پر ختم ہوگی کہ وہ ساری عظیم طاقتیں اسلام کو نیست ونابود کرنے کے درپے ہوچکی ہوں گی۔قرآن کریم ماضی کا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ اس سے پہلے بھی اُمُّ القریٰ یعنی مکہ کو بڑی بڑی ظاہری حشمت والی قوموں نے تباہ کرنے کی کوشش کی تھی۔وہ اصحاب الفیل یعنی بڑے بڑے ہاتھیوں والے تھے لیکن پیشتر اس سے کہ وہ ان بڑے بڑے ہاتھیوں پر مکہ تک پہنچتے، ان پر ابابیل نے جو سمندری چٹانوں کی کھوہوں میں گھر بناتی ہیں، ایسے کنکر برسائے جن میں چیچک کے جراثیم تھے اور ساری فوج میں وہ خوفناک بیماری پھیل گئی اور آناً فاناً وہ ایسی لاشوں کے ڈھیر ہوگئے

تمام احمدی احباب کو جو جلسہ سالانہ پر تشریف لا رہے ہیں جلسہ کی مبارکباد

آپ کے لئے خوش خبری ہے کہ

ساؤتھ ہال میں ہمارے کسی بھی ریسٹورنٹ میں تشریف لا کر حلال کھانوں سے لطف اندوز ہوں

چوہدری تندوری ریسٹورنٹ، جلیبی جنکشن یا ایکس ایف سی میں احمدی بھائیوں کے لئے خصوصی رعایت

چوہدری تندوری ریسٹورنٹ

163 The Broadway Southall - London

جیسے کھایا ہوا بُھوسا ہو۔ ان کے جسموں کو مُردار خور پرندے پٹک پٹک کر زمین پر مارتے تھے۔ پس آئندہ بھی اگر کسی قوم نے طاقت کے برتے پر اسلام کی یا مکہ کی بے حرمتی کا اور تباہی کا ارادہ کیا تو وہ بھی اسی طرح تباہ کر دی جائے گی۔

پھر شق قمر کی خبر ہے۔ فرمایا: ﴿اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ﴾ کہ ساعت قریب آ گئی اور چاند پھٹ گیا۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:-

''آنحضرت ﷺ مکہ میں ہی تھے کہ آپؐ کو الہام ہوا: ﴿اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ﴾ اسلام کی ترقی کا وقت آ گیا ہے اور عرب کی حکومت تباہ کر دی گئی۔ چاند عرب کا نشان تھا چنانچہ جب کوئی شخص خواب میں چاند دیکھے تو اس کے معنے یہ ہوتے ہیں کہ اُسے عرب کی حکومت کے حالات بتائے گئے ہیں۔ پس چاند کے پھٹنے کے یہ معنے تھے کہ عرب کی حکومت تباہ ہو جائے گی۔ اُس وقت جب آپؐ کے صحابہؓ چاروں طرف دنیا میں جان بچائے دوڑے پھرتے تھے جب رسول اللہ ﷺ کا گلا گھونٹا جاتا اور آپؐ کی گردن میں پٹکے ڈالے جاتے تھے۔ جب خانہ کعبہ میں نماز پڑھنے کی بھی آپؐ کو اجازت نہیں تھی اور جب سارا مکہ آپؐ کی مخالفت کی آوازوں سے گونج رہا تھا، اُس وقت محمد رسول اللہ ﷺ نے مکہ والوں کو یہ خبر دی کہ عرب کی حکومت کی تباہی کا خدا نے فیصلہ کر دیا ہے اور اسلام کے غلبہ کا وقت آ گیا ہے۔ پھر کس طرح چند سال کے بعد ہی یہ پیشگوئی پوری ہوئی۔ قیدار کی ساری حشمت توڑ دی گئی۔ اسلام کا جھنڈا بلند کر دیا گیا۔ چاند پھٹ گیا۔ قیامت آ گئی اور ایک نیا آسمان اور ایک نئی زمین بنا دی گئی۔''

(دیباچہ تفسیر القرآن۔ صفحہ ۲۸۳)

پھر آنحضرت ﷺ کی چند احادیث ہیں جو مَیں پیش کرتا ہوں۔ حضرت زیدؓ اور حضرت جعفرؓ کی شہادت کی خبر۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (اللہ تعالیٰ سے علم پاکر) حضرت جعفر اور حضرت زید رضی اللہ عنہما کی وفات کی خبر اطلاع آنے سے پہلے اس حال میں دی کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

آنحضرت ﷺ کی اس خبر کے عین مطابق جس روز آپ ﷺ نے صحابہ کو حضرت زید اور حضرت جعفر کی شہادت کی خبر دی۔ میدان موتہ میں دونوں صحابہ کی شہادت ہو چکی تھی جس کی تصدیق ان کی شہادت کی باقاعدہ خبر لانے والے فرد کے پیغام پہنچانے سے ہوگئی۔

پھر آپؐ نے صحابہ کو ان کی خوشحال کی خبر دی۔ حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''کیا تمہارے پاس قالین ہے؟ مَیں نے عرض کیا حضور! ہمارے پاس قالین کہاں!۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عنقریب تمہارے پاس قالین بھی ہوں گے۔ پھر ہم پر وہ زمانہ آیا کہ مَیں بیوی کو کہتا کہ میرے راہ سے اپنا قالین ہٹاؤ تو کہتی کیا نبی ﷺ نے نہیں فرمایا تھا کہ عنقریب تمہارے پاس قالین ہوں گے۔ یہ جواب سن کر مَیں ان قالینوں کو بچھے رہنے دیتا۔

(بخاری کتاب المناقب باب علامات النبوة فی الاسلام)

حضرت عبدالرحمن بن ابی میلیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ مَیں نے دیکھا کہ کالی بکریوں کا ریوڑ میری پیروی کر رہا ہے اور ان کے پیچھے خاکستری رنگ کی بکریوں کا ریوڑ ہے۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ! یہ عرب آپ کی پیروی کریں گے اور پھر عجم ان کی پیروی کریں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ فرشتے نے بھی یہی تعبیر کی ہے

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۶ صفحہ ۱۷۶)

پھر مسلمانوں اور دوسری اقوام کے حملہ آور ہونے کی خبر ہے۔

عبدالرحمٰن، بشر، ابن جابر، ابوعبدالسلام، ثوبانؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا

قریب ہے کہ دوسری قومیں تم پر اس طرح حملہ آور ہوں گی جیسے کھانے والے کھانے کے کسی برتن پر آ ٹوٹتے ہیں۔ ایک شخص نے عرض کی کہ یہ ہماری تعداد کی کمی کی جہ سے ہوگا؟ فرمایا نہیں۔ تم اس زمانے میں تعداد میں بہت ہوگے لیکن تم ایسے ہوگے جیسے دریا کے پانی پر میل اور کوڑے کا جھاگ ہوتا ہے۔ اللہ تمہارے رعب کو تمہارے دشمنوں کے دل سے نکال ڈالے گا۔ آپؐ نے فرمایا: دنیا کی محبت اور موت کا خوف

(سنن ابی داؤد کتاب الملاجم باب فی تداعی الامم علی الاسلام)

یہ جو آج کل ہم دیکھ رہے ہیں۔

آخری زمانہ میں تجارت کے بارہ میں پیشگوئی۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے جب قرب قیامت کا زمانہ آئے گا تو خاص خاص لوگوں کو ہی سلام کیا جائے گا اور تجارت اس قدر پھیل جائے گی کہ عورت اپنے خاوند کی تجارت میں اس کی مدد کرے گی اور رحمی رشتے منقطع ہو جائیں گے۔ (مسند احمد بن حنبل جلد ۱ صفحہ ۴۱۹ مطبوعہ بیروت)

حضرت ابو ہریرۃؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ اے محمدؐ! اگر جنت کا عرض آسمان اور زمین ہے تو پھر دوزخ کہاں ہے؟۔ آپؐ نے فرمایا کہ تو نے نہیں دیکھا کہ جب رات آتی ہے تو دن کہاں چلا جاتا ہے۔ اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسی طرح اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ (المستدرک علی الصحیحین جلد ۱ صفحہ ۹۲)

اس زمانہ میں یہ سمجھنا مشکل تھا لیکن اس میں جو مختلف سمتوں یا Dimention کے وجود کی خبر دی گئی ہے آج کل انسان سمجھ سکتا ہے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آئندہ ہونے والی باتیں بیان فرمائیں ان کی چند مثالیں۔ آپؑ فرماتے ہیں:

''میرے مخلص دوست نور دین کا ایک لڑکا فوت ہو گیا تھا اور وہی ایک لڑکا تھا۔ اس کے فوت ہونے پر بعض نادان دشمنوں نے بہت خوشی ظاہر کی اس خیال سے کہ مولوی صاحب لاولد رہ گئے، تب مَیں نے ان کے لئے دعا کی اور دعا کے بعد خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھے یہ اطلاع ملی کہ دعا سے ایک لڑکا پیدا ہوگا اور اس بات کا نشان کہ وہ محض تمہاری دعا کے ذریعہ سے پیدا کیا گیا ہے۔ یہ بتایا گیا کہ اس کے بدن پر بہت سے پھوڑے نکل آئیں گے۔ چنانچہ وہ لڑکا پیدا ہوا جس کا نام عبدالحیٔ رکھا گیا اور اس کے بدن پر غیر معمولی پھوڑے بہت سے نکلے جن کے داغ اب تک موجود ہیں۔ اور یہ پھوڑوں کا نشان لڑکے کے پیدا ہونے سے پہلے بذریعہ اشتہار شائع کیا گیا تھا۔

(حقیقة الوحی، روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۳۰)

سعد اللہ لدھیانوی کی موت کی خبر دیتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''منجملہ اُن نشانوں کے سعد اللہ لدھیانوی کی موت ہے جو پیشگوئی کے مطابق ظہور میں آئی۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ جب منشی سعد اللہ لدھیانوی بدگوئی اور بدزبانی میں حد سے بڑھ گیا اور اپنی نظم و نثر میں اس قدر مجھ کو گالیاں دیں کہ...... مَیں باور نہیں کر سکتا کہ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے کسی نے ایسی گندی گالیاں کسی نبی اور مرسل کو دی ہوں جیسا کہ اس نے مجھے دیں۔ چنانچہ جس شخص نے اس کی مخالفانہ نظمیں اور نثریں اور اشتہار دیکھے ہوں اس کو معلوم ہوگا کہ وہ میری ہلاکت اور نابود ہونے کے لئے اور نیز میری ذلت اور اس کی نامرادی دیکھنے کے لئے کس قدر حریص تھا اور میری مخالفت میں کہاں تک اس کا دل گندہ ہو گیا تھا۔ پس ان تمام امور کے باعث مَیں نے اس کے بارہ میں یہ دعا کی کہ میری زندگی میں اس کو نامرادی اور ذلت کی موت نصیب ہو۔ سو خدا نے ایسا ہی کیا اور جنوری ۱۹۰۷ء کے پہلے ہفتہ میں چند گھنٹہ میں نمونیا پلیگ سے اس جہان فانی سے ہزاروں حسرتوں کے ساتھ کوچ کر گیا...... اور وہ پیشگوئی جس میں مَیں نے لکھا تھا کہ نامرادی اور ذلت کیساتھ میرے روبرو وہ مرے گا۔ وہ انجام آتھم میں عربی شعروں میں ہے اور وہ یہ ہے:

تو نے اپنی خباثت سے مجھے بہت دکھ دیا ہے۔ پس مَیں سچا نہیں ہوں گا اگر ذلت کے ساتھ تیری موت نہ ہو۔ اور صرف تیری ذلت پر کچھ حصہ نہیں، خدا تجھے مع تیرے گروہ کے ذلیل کرے گا اور مجھے عزت دے گا یہاں تک کہ لوگ میرے جھنڈے کے نیچے آ جائیں گے۔

اے میرے خدا مجھ میں اور سعد اللہ میں فیصلہ کر۔ یعنی جو کاذب ہے صادق کے روبرو اس کو ہلاک کر۔ اے علیم و خبیر جو میرے دل کو اور میرے اندر کی پوشیدہ باتوں کو دیکھ رہا ہے۔ اے میرے خدا! مَیں تیری رحمت کے دروازے دعا کرنے والوں کے لئے کھلے دیکھتا ہوں۔ پس یہ جو مَیں نے سعد اللہ کے حق میں دعا کی ہے اس کو قبول فرما اور ردّ نہ کر یعنی میری زندگی میں ہی اس کو ذلت کی موت دے''۔

پھر کانگڑہ کے زلزلہ کی خبر ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

M. S. DOUBLE GLAZING LTD
Supplier & Installers
UPVC
Windows, Doors, Porches, Patio Doors
For Friendly Quote Please Contact **Tel: 020 8664 8040**
Mobile:07734470783 Fax: 020 8665 6685
Free Estimate, Grade 'A' Quality Material, Competitive Price, 10Years Guarantee
احمدی بہن بھائیوں کے لئے خوشخبری! ڈبل گلیزنگ کا نہایت معیاری کام۔ اے گریڈ کوالٹی کا میٹریل مناسب دام

''مَیں نے زلزلہ کی نسبت پیشگوئی کی تھی جو اخبار الحکم اور البدر میں چھپ گئی تھی کہ ایک سخت زلزلہ آنے والا ہے۔ جو بعض حصہ پنجاب میں سخت تباہی کا موجب ہوگا اور پیشگوئی کی تمام عبارت یہ ہے:'' زلزلہ کا دھکا۔ عَفَتِ الدِّیَارُ مَحِلُّھَا وَ مَقَامُھَا''۔ چنانچہ یہ پیشگوئی ۴ر اپریل ۱۹۰۵ء کو پوری ہوئی۔

(حقیقة الوحی ، روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۳۱)

اور اس پیشگوئی کے مطابق کانگڑہ میں شدید زلزلہ آیا جس میں ہندوؤں کے مشہور مندر زمین بوس ہوگئے ۔ دھرمسالہ کی اور متفرق چھاؤنیاں جو تھیں ان میں بڑی تباہی آئی اور ایک محتاط اندازہ کے مطابق کہتے ہیں کہ بیس ہزار افراد القمہ اجل ہوئے اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کا عجیب معجزہ ہے کہ کسی احمدی کا جانی یا مالی نقصان نہیں ہوا۔

پھر کانگڑہ کے زلزلہ کے حالات بیان کرتے ہوئے حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ اپنی کتاب '' ذکر حبیبؑ ''میں بیان فرماتے ہیں:

'' ۴ر اپریل ۱۹۰۵ء کی صبح کو جبکہ پنجاب میں سخت زلزلہ آیا اور کانگڑہ کے پہاڑ میں کئی ایک بستیاں بالکل تباہ ہوگئیں اور ہندوؤں کی دیوی جوالامکھی کی لاٹ بجھ گئی اور عمارت مسمار ہوگئی۔ اس وقت صبح ساڑھے بجے کے قریب قادیان میں بھی سخت زلزلہ محسوس ہوا مگر یہ خدا کا فضل رہا کہ جیسا کہ لاہور اور امرتسر میں کئی ایک مکانات گر گئے اور آدمی مر گئے اور بہتوں کو چوٹیں آئیں ، ایسا کوئی حادثہ قادیان میں نہیں ہوا۔ مَیں ان دنوں کچھ بیمار تھا اور خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میرا علاج کرتے تھے۔ روزانہ تازہ ادویہ منگوا کر اور ایک گولی اپنے ہاتھ سے مجھے بھیجا کرتے تھے ۔ مَیں اس وقت اپنے اہل بیت کے ساتھ حضرت مسیح موعودؑ کے مکان میں اس کمرہ میں مقیم تھا جو گول کمرہ کے نام سے مشہور ہے اور جس میں مَیں قادیان میں سب سے پہلی دفعہ ۱۸۹۱ء کے ابتدا میں آن کر مقیم ہوا تھا۔ چونکہ زلزلے کے اس بڑے دھکے آنے کے بعد بھی چند گھنٹوں کے وقفے پر بار بار زمین ہلتی تھی اس واسطے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تجویز کی کہ مکانات چھوڑ کر باہر باغ میں ڈیرہ لگایا جائے۔ اکثر دوست مع قبائل باہر چلے گئے او چھوٹی چھوٹی جھونپڑیاں بنائی گئیں اور بعض نے خیمے کھڑے کر لئے اور کئی ماہ تک اسی باغ میں قیام رہا۔ انہی ایام میں جاپان کا ایک پروفیسر اوموری جو علم زلازل کے محقق اور مبصر تھے ان زلازل کی تحقیقات کے واسطے ہندوستان آیا تھا اور بعد تحقیقات اس نے فیصلہ کیا تھا کہ یہاں اب کئی سال تک زلزلہ نہیں آئے گا۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی الہامی پیشگوئی شائع کی تھی کہ موسم بہار میں پھر زلزلہ آئے گا ۔ چنانچہ دوسرے سال ایسا ہی ایک شدید زلزلہ پھر آیا''۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے الہام کیا:

'' بھونچال آیا اور شدت سے آیا۔ زمین تہہ و بالا کر دی''

اس ضمن میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:

'' اس دن آسمان سے کھلا کھلا دھواں نازل ہوگا اور اس دن زمین زرد پڑ جائے گی۔ یعنی سخت قحط کے آثار ظاہر ہونگے ۔ میں بعد اس کے جو مخالف تیری توہین کریں گے تجھے عزت دونگا اور تیرا اکرام کرونگا۔ وہ ارادہ کریں گے جو تیرا کام ناتمام رہے اور خدا نہیں چاہتا کہ جو تجھے چھوڑ دے جب تک تیرے کام پورے نہ کرے۔ میں رحمٰن ہوں اور ہر ایک امر میں تجھے سہولت دوں گا اور ہر ایک امر میں تجھے برکتیں دکھلاؤں گا''۔ (حقیقه الوحی۔ روحانی خزائن۔ جلد نمبر ۲۲۔ صفحہ ۹۸)

پھر حضورؑ ایک جگہ فرماتے ہیں:'' یاد رہے کہ جس عذاب کے لئے یہ پیشگوئی ہے اس عذاب کو خدا تعالیٰ نے بار بار زلزلہ کے لفظ سے بیان کیا ہے اگرچہ بظاہر وہ زلزلہ ہے اور ظاہر الفاظ یہی بتاتے ہیں کہ وہ زلزلہ ہی ہوگا۔ لیکن چونکہ عادت الٰہی میں استعارات بھی داخل ہیں اس لئے یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ غالبًا تو وہ زلزلہ ہوگا ورنہ کوئی اور جاں گداز اور فوق العادت عذاب ہے جو زلزلہ کا رنگ اپنے اندر رکھتا ہے''۔

(براہین احمدیہ جلد پنجم)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

'' یاد رہے کہ خدا نے مجھے عام طور پر زلزلوں کی خبر دی ہے۔ پس یقیناً سمجھو کہ جیسا کہ پیشگوئی کے مطابق امریکہ میں زلزلے آئے ایسا ہی یورپ میں بھی آئے اور نیز ایشیا کے مختلف مقامات میں آئیں گے اور بعض ان میں قیامت کا نمونہ ہوں گے اور اس قدر موت ہوگی کہ خون کی نہریں چلیں گی۔ اس موت سے چرند، پرند بھی باہر نہیں ہوں گے اور زمین پر اس قدر سخت تباہی آئے گی کہ اس روز سے کہ انسان پیدا ہوا ایسی تباہی کبھی نہیں آئی ہوگی اور اکثر مقامات زیر و زبر ہو جائیں گے کہ گویا ان میں کبھی آبادی نہ تھی اور اس کے ساتھ اور بھی آفات زمین و آسمان میں ہولناک صورت میں پیدا ہوں گی یہاں تک کہ ہر عقلمند کی نظر میں وہ باتیں غیر معمولی ہو جائیں گے اور ہیئت اور فلسفہ کی کتابوں کے کسی صفحہ پر ان کا پتہ نہیں ملے گا۔ تب انسانوں میں اضطراب پیدا ہوگا کہ یہ کیا ہونے والا ہے اور بہتیرے نجات پائیں گے اور بہتیرے ہلاک ہو جائیں گے ۔ وہ دن نزدیک ہیں بلکہ مَیں دیکھتا ہوں کہ دروازے پر ہیں کہ دنیا ایک قیامت کا نظارہ دیکھے گی اور نہ صرف زلزلے بلکہ اور بھی ڈرانے والی آفتیں ظاہر ہوں گی۔ کچھ آسمان سے اور کچھ زمین سے ۔ یہ اس لئے کہ نوع انسان نے اپنے خدا کی پرستش چھوڑ دی ہے اور تمام دل اور تمام ہمت اور تمام خیالات سے دنیا پر ہی گر گئے ہیں۔...... مَیں نے کوشش کی کہ خدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کروں ، پر ضرور تھا کہ تقدیر کے نوشتے پورے ہوتے ۔ مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے ۔ نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائے گا اور لوط کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لوگے ۔ مگر خدا غضب میں دھیما ہے توبہ کرو تا تم پر رحم کیا جائے۔ جو خدا کو چھوڑتا ہے وہ ایک کیڑا ہے نہ کہ آدمی اور جو اس سے نہیں ڈرتا وہ مردہ ہے نہ کہ زندہ''۔ (حقیقة الوحی روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۶۸۔۲۶۹)

پھر آپ فرماتے ہیں:

'' اے سننے والو! تم یاد رکھو کہ اگر پیشگوئیاں صرف معمولی طور پر ظہور میں آئیں تو سمجھ لو کہ مَیں خدا کی طرف سے نہیں ہوں۔ لیکن اگر ان پیشگوئیوں نے اپنے پورے ہونے کے وقت دنیا میں ایک تہلکہ برپا کر دیا اور شدت گھبراہٹ سے دیوانہ سا بنا دیا اور اکثر مقامات سے عمارتوں اور جانوں کو نقصان پہنچا تو تم اس خدا سے ڈرو جس نے میرے لئے یہ سب کچھ کر دکھایا''۔

(تجلیات الٰہیہ صفحہ ۴ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۹۶)

آپ کے کچھ الہامات ہیں۔ فرمایا:

'' مجھے اللہ جل شانہ نے یہ خوشخبری بھی دی ہے کہ وہ بعض امراء اور ملوک کو بھی ہمارے گروہ میں داخل کرے گا اور مجھے اس نے فرمایا کہ مَیں تجھے برکت پر برکت دوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ اور یہ کسی حد تک ہم نے پورا ہوتے ہوئے بھی دیکھا اور آئندہ بھی دیکھیں گے۔

پھر یہ الہام ہے ۱۸۸۳ء کا: پھر بعد اس کے فرمایا '' اِنَّا اَنْزَلْنَاہُ قَرِیْبًا مِّنَ الْقَادِیَان۔ وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنَاہُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ ۔ صَدَقَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ ۔ وَکَانَ اَمْرُاللّٰہِ مَفْعُوْلاً ''۔ یعنی ہم نے ان نشانوں اور عجائبات کو اور نیز اس الہام پُر از معارف وحقائق کو قادیان کے قریب اتارا ہے اور ضرورت حقہ کے ساتھ اتارا ہے اور بضرورت حقہ اترا ہے۔ خدا اور اس کے رسول نے خبر دی تھی کہ جو اپنے وقت پر پوری ہوئی اور جو کچھ خدا نے چاہا تھا وہ ہونا ہی تھا''۔ (براہین احمدیہ ہر چہار حصص ۔روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۵۹۳ بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳ ۔تذکرہ صفحہ ۷۴۔۷۵ مطبوعہ ۱۹۶۹ء)

پھر ایک الہام ہے فرمایا:'' اللہ جل شانہ نے مجھے خبر دی ہے کہ ''یُصَلُّوْنَ عَلَیْکَ صُلَحَآءُ الْعَرَبِ وَاَبْدَالُ الشَّامِ وَتُصَلِّیْ عَلَیْکَ الْاَرْضُ وَالسَّمَآءُ وَیَحْمَدُکَ اللّٰہُ عَنْ عَرْشِہٖ''۔

(از مکتوب حضرت اقدس مورخہ اگست ۱۸۸۸ء مندرجہ الحکم جلد ۵ نمبر ۳۲ مورخہ ۳۱ر اگست ۱۹۰۱ء ۔تذکرہ صفحہ ۱۶۲۔ مطبوعہ ۱۹۶۹ء)

اس کا صاحبزادہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے ترجمہ کیا ہے کہ تجھ پر عرب کے صلحاء اور شام کے ابدال درود بھیجیں گے۔ زمین و آسمان تجھ پر درود بھیجتے ہیں اور اللہ تعالیٰ عرش سے تیری تعریف کرتا ہے۔

Jesus In India

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف ''مسیح ہندوستان میں'' کا انگریزی ترجمہ نظر ثانی کے بعد حال ہی میں خوبصورت رنگین کور، عمدہ اور دیدہ زیب طباعت کے ساتھ **Jesus in India** کے نام سے شائع ہوا ہے۔

اس کتاب میں حضور علیہ السلام نے قرآن و حدیث ، واقعات صحیحہ، ثابت شدہ تاریخی شہادتوں کے ساتھ ثابت فرمایا ہے کہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام نہ تو صلیب پر فوت ہوئے اور نہ ہی زندہ بجسد عنصری آسمان پر اٹھائے گئے۔ بلکہ ہجرت کر کے ہندوستان میں آئے اور یہیں وفات پائی۔ حضورؑ فرماتے ہیں کہ:

'' جو شخص میری کتاب ''مسیح ہندوستان میں'' اول سے آخر تک پڑھے گا وہ مسلمان ہو یا عیسائی یا یہودی یا آریہ، ممکن نہیں کہ اس کتاب کے پڑھنے کے بعد اس بات کا وہ قائل نہ ہو جائے کہ مسیح کے آسمان پر جانے کا خیال لغو اور جھوٹ اور افتراء ہے''۔

انگریزی دان دوستوں کے لئے بہترین تحفہ۔ یوکے، امریکہ، کینیڈا کے شعبہ اشاعت سے دستیاب ہے۔ امراء جماعت اپنے آرڈر وکالت اشاعت لندن کو بھجوائیں۔

(ایڈیشنل وکیل الاشاعت ۔لندن)

بقیہ:شہید افغانستان
از صفحہ نمبر ۴

چھوڑ کر بنوں چلے جاؤ وہاں ہماری زمین بھی ہے۔ یہ امر تمہارے لئے اس سے بہتر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مامور کا انکار کرو ورنہ میں تمہارے لئے ایک ایسی بلا لایا ہوں کہ کبھی بھی تم اس سے بچ نہیں سکتے۔ میں تو اس بات سے ہرگز نہیں ٹلوں گا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے مجھے اس کا پہنچانا لازم ہے۔ میں نے اپنا نفس، اپنا مال اور اپنی اولاد اس راہ میں دے دی ہے اور تم دیکھ لوگے کہ میں اور میرے اہل وعیال کس طرح اس راہ میں فدا ہوتے ہیں لیکن وہ لوگ آپ کی بات نہ مانے اور انکار کرتے رہے۔

☆......☆......☆

علی الاعلان تبلیغ کا آغاز

حضرت صاحبزادہ صاحب کی واپسی کی خبر سن کر اس علاقہ کے رءوسا آپ کو ملنے آئے۔ آپ نے انہیں بھی بتایا کہ میں اس سال حج نہیں کر سکا بلکہ حج کو جاتے ہوئے ہندوستان میں ایک مقام قادیان میں گیا تھا وہاں ایک شخص نے نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اس کا فرمان ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا ہوں اور اس نے مجھے اس زمانہ کی اصلاح کے لئے بھیجا ہے۔ میرا آنا خدا اور اس کے رسولؐ کی پیشگوئی کے مطابق ہے۔ میں وقت مقررہ پر آیا ہوں۔ اسے دیکھا اور اس کے حالات معلوم کئے۔ اس کے تمام اقوال اور افعال قرآن مجید کے مطابق ہیں اور اس کا دعویٰ سچا ہے۔ تمہیں چاہئے کہ اس کو مان لو اس سے تمہیں فائدہ ہوگا۔ اگر نہ مانو تو تمہارا اختیار ہے میں تو مان چکا ہوں۔ اس پر حاضرین نے کہا کہ صاحبزادہ صاحب آپ یہ باتیں نہ کریں اس سے پہلے امیر عبدالرحمٰن خان نے ان باتوں کو پسند نہیں کیا تھا اور مولوی عبدالرحمٰن خان کو قتل کروا دیا تھا۔

حضرت صاحبزادہ صاحب نے فرمایا کہ تمہارے دو خدا ہیں۔ جتنا خدا سے ڈرنا چاہئے اتنا تم امیر سے ڈرتے ہو۔ کیا میں خدا کے حکم کو امیر سے ڈر کر نہ مانوں؟۔ کیا قرآن سے توبہ کرلوں یا حدیث سے دستبردار ہو جاؤں۔ اگر میرے سامنے دوزخ بھی آجائے تو اس بات سے ہرگز باز نہیں آؤں گا۔

خوست کے حاکم نے بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ آپ یہ باتیں نہ کریں لیکن آپ دلیری سے اپنے موقف پر قائم رہے۔

سرداران کابل کو تبلیغی خطوط

حضرت صاحبزادہ صاحب نے سیدگاہ سے سرداران کابل کو پانچ تبلیغی خطوط تحریر کئے ان میں سے ایک خط مستوی الملک بریگیڈیئر مرزا محمد حسین خان کوتوال کے نام تھا۔ دوسرا سردار شاہ غاصی عبدالقدوس خان اعتمادالدولہ کو لکھا۔ تیسرا مرزا عبدالرحیم خان دفتری کو۔ چوتھا حاجی باشی شاہ محمد کو اور پانچواں خط قاضی القضاۃ عبدالعزیز کے نام تھا۔

حضرت صاحبزادہ صاحب کی گرفتاری

حضرت صاحبزادہ صاحب نے جو خطوط سرداران کابل کے نام بھجوائے تھے وہ تمام امیر حبیب اللہ خان اور سردار نصراللہ خان کو پہنچا دئے گئے۔ امیر نے اپنے بااعتماد مولویوں کو بلا کر دکھائے اور ان کی رائے دریافت کی تو انہوں نے عرض کی کہ یہ مدعی جس کا ان خطوط میں ذکر ہے آدھا قرآن مانتا ہے اور آدھا نہیں مانتا اس لئے (نعوذ باللہ) کافر ہے اور جو شخص اسے مانتا ہے وہ بھی کافر اور مرتد ہے۔ اور اگر مولوی عبداللطیف صاحب کو ڈھیل دی گئی تو خطرہ ہے کہ اور بہت سے لوگ مرتد ہو جائیں گے۔

چنانچہ امیر حبیب اللہ خان نے خوست کے حاکم کے نام حکم جاری کیا کہ صاحبزادہ صاحب کو گرفتار کر کے پچاس سواروں کی حفاظت میں کابل بھجوا دیا جائے۔ اس دوران انہیں کوئی ملنے نہ آئے اور نہ ان سے کلام کرے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:

”جب گھر میں تھے اور ابھی گرفتار نہیں ہوئے تھے اور نہ اس واقعہ کی کچھ خبر تھی اپنے دونوں ہاتھوں کو مخاطب کر کے فرمایا اے میرے ہاتھو! کیا تم ہتھکڑیوں کی برداشت کرلو گے۔ ان کے گھر کے لوگوں نے پوچھا کہ یہ کیا بات آپ کے منہ سے نکلی ہے؟ تب فرمایا کہ نماز عصر کے بعد تمہیں معلوم ہو گا کہ یہ کیا بات ہے۔ تب نماز عصر کے بعد حاکم کے سپاہی آئے اور گرفتار کرلیا۔

اور گھر کے لوگوں کو انہوں نے نصیحت کی۔ میں جاتا ہوں اور دیکھو ایسا نہ ہو کہ تم کوئی دوسری راہ اختیار کرو۔ جس ایمان اور عقیدہ پر میں ہوں چاہئے کہ وہی تمہارا ایمان اور عقیدہ ہو۔ گرفتاری کے بعد راہ میں چلتے وقت کہا کہ میں اس مجمع کا نوشاہ ہوں۔

(تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۱۲۶،۱۲۷۔ مطبوعہ لندن)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”سنا ہے کہ جب ان کو پکڑ کر لے جانے لگے تو ان سے کہا گیا کہ اپنے بال بچوں سے مل لو ان کو دیکھ لو مگر انہوں نے کہا کہ اب کچھ ضرورت نہیں“۔

(الحکم ۶/مارچ ۱۹۰۸ء۔ ملفوظات جلد پنجم طبع جدید صفحہ ۴۵۷)

سید احمد نور صاحبؓ کا بیان ہے کہ گرفتاری کے روز عصر کا وقت قریب آیا تو گورنر نے ۵۰ سوار بھجوائے جو یکے بعد دیگرے سیّدگاہ آنے لگے۔

حضرت صاحبزادہ صاحب مسجد میں آئے اور نماز عصر پڑھائی۔ نماز کے بعد ان سواروں نے عرض کی کہ گورنر صاحب نے پیغام دیا ہے کہ میں آپ سے ملنا چاہتا ہوں۔ آپ خود آئیں گے یا میں حاضر ہو جاؤں۔ آپ نے فرمایا نہیں وہ ہمارے سردار ہیں میں خود ان کے پاس چلتا ہوں۔ آپ نے اپنا گھوڑا منگوایا لیکن گورنر کے بھجوائے ہوئے سواروں میں ایک اپنے گھوڑے سے اتر پڑا اور گھوڑا آپ کو سواری کے لئے پیش کر دیا۔

سوار ہونے سے پہلے آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نام خط مجھے دے دیا اور کوئی بات نہ کی۔ حضرت صاحبزادہ صاحب خوست چھاؤنی میں گورنر سے ملے۔ اس نے آپ کو بتایا کہ آپ کے بارہ میں کابل سے حکم آیا ہے کہ آپ کو کوئی نہ ملے اور نہ آپ سے کلام کرے اس لئے آپ کو علیحدہ کمرہ دیا جاتا ہے۔ کمرہ پر پہرہ لگا دیا گیا۔ گورنر نے یہ رعایت برتی کہ جب آپ کے عزیز و رشتہ دار ملنے کو آتے تھے تو ان کو اجازت دے دی جاتی تھی۔ ایک روز آپ کے کچھ مرید ملنے آئے اور عرض کی کہ ہم آپ کو اور آپ کے اہل وعیال کو یہاں سے نکال کرلے جائیں گے۔ گورنر ہمارا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ ہماری تعداد زیادہ ہے لیکن حضرت صاحبزادہ صاحب نے فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے دین کی خدمت ضرور لے گا اس لئے تم ایسا کوئی منصوبہ نہ باندھو۔

خوست سے کابل لایا جانا

خوست کے گورنر عبدالرحمٰن خان کو یہ ڈر تھا کہ اگر حضرت صاحبزادہ صاحب کو فوری طور پر کابل نہ بھجوایا گیا تو شاید راستہ میں آپ کے مرید حملہ کر کے آپ کو چھڑا لے جائیں اس لئے اس نے آپ کو خوست کی چھاؤنی میں ہی زیر حراست رکھا۔

کچھ عرصہ کے بعد اس کی تسلی ہوئی کہ حضرت صاحبزادہ صاحب خود ہی کابل جانے پر آمادہ ہیں اور لوگوں کو اس امر سے منع کرتے ہیں کہ وہ آپ کو آزاد کروائیں تو اس نے چند محافظوں کے ساتھ آپ کو کابل روانہ کر دیا۔ جب حضرت صاحبزادہ صاحب کابل پہنچے تو پہلے ان کو سردار نصراللہ خان نائب السلطنت کے پاس لے جایا گیا۔ اس نے بغیر کسی تحقیقات کے حکم دیا کہ آپ کا تمام سامان زادراہ اور گھوڑا وغیرہ ضبط کر لیا جائے اور ارک یعنی قلعہ شاہی کے قیدخانہ جو توقیف خانہ کہلاتا تھا میں قید کر دیا جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”جب امیر صاحب کے روبرو پیش کئے گئے تو مخالفوں نے پہلے سے ہی ان کے مزاج کو بہت کچھ متغیر کر رکھا تھا اس لئے وہ ظالمانہ جوش سے پیش آئے اور حکم دیا کہ مجھے ان سے بُو آتی ہے ان کو فاصلہ پر کھڑا کرو۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد حکم دیا کہ ان کو اس قلعہ میں جس میں خود امیر صاحب رہتے ہیں قید کر دو اور زنجیر غراغراب لگا دو۔ یہ زنجیر وزنی ایک من چوبیس سیر انگریزی کا ہوتا ہے۔ گردن سے لے کر کمر تک گھیر لیتا ہے اور اس میں ہتھکڑی بھی شامل ہے۔ اور نیز حکم دیا کہ پاؤں میں بیڑی وزنی آٹھ سیر انگریزی کی لگا دو۔

پھر اس کے بعد مولوی صاحب مرحوم چار مہینہ قید میں رہے اور اس عرصہ میں کئی دفعہ ان کو امیر کی طرف سے فہمائش ہوئی کہ اگر تم اس خیال سے توبہ کرو کہ قادیانی درحقیقت مسیح موعود ہے تو تمہیں رہائی دی جائے گی۔ مگر ہر ایک مرتبہ انہوں نے یہی جواب دیا کہ میں صاحبِ علم ہوں اور حق و باطل کی شناخت کرنے کی خدا نے مجھے قوت عطا کی ہے، میں نے پوری تحقیق سے معلوم کر لیا ہے کہ یہ شخص درحقیقت مسیح موعود ہے۔ اگرچہ میں جانتا ہوں کہ میرے اس پہلو کے اختیار کرنے میں میری جان کی خیر نہیں ہے اور میرے اہل وعیال کی بربادی ہے مگر میں اس وقت اپنے ایمان کو اپنی جان اور ہر ایک دنیوی راحت پر مقدم سمجھتا ہوں۔ شہید مرحوم نے نہ ایک دفعہ بلکہ قید ہونے کی حالت میں بارہا یہی جواب دیا۔ اور یہ قید انگریزی قید کی طرح نہیں تھی جس میں انسانی کمزوری کا کچھ کچھ لحاظ رکھا جاتا ہے بلکہ ایک سخت قید تھی جس کو انسان موت سے بدتر سمجھتا ہے۔ اس لئے لوگوں نے شہید موصوف کی اس استقامت اور استقلال کو نہایت تعجب سے دیکھا۔ اور درحقیقت تعجب کا مقام تھا کہ ایسا جلیل الشان شخص کہ جو کئی لاکھ کی ریاست کابل میں جاگیر رکھتا تھا اور اپنے فضائل علمی اور تقویٰ کی وجہ سے گویا تمام سرزمین کابل کا پیشوا تھا اور قریباً پچاس برس کی عمر تک تنعم اور آرام میں زندگی بسر کی تھی اور بہت سا اہل وعیال اور عزیز فرزند رکھتا تھا۔ پھر یکدفعہ وہ ایسی سنگین قید میں ڈالا گیا جو موت سے بدتر تھی اور جس کے تصور سے بھی انسان کے بدن پر لرزہ پڑتا ہے۔ ایسا نازک اندام اور نعمتوں کا پروردہ انسان وہ اس روح کے گداز کرنے والی قید میں صبر کر سکے اور جان کو ایمان پر فدا کرے۔ بالخصوص جس حالت میں امیر کابل کی طرف سے بار بار ان کو پیغام پہنچتا تھا کہ اس قادیانی شخص کی تصدیق دعویٰ سے انکار کر دو تو تم ابھی عزت سے رہا کئے جاؤ گے۔ مگر اس قوی الایمان بزرگ نے اس بار بار کے وعدہ کی کچھ بھی پرواہ نہ کی اور بار بار یہی جواب دیا کہ مجھ سے یہ امید مت رکھو کہ میں ایمان پر دنیا کو مقدم رکھ لوں اور کیونکر ہوسکتا ہے کہ جس کو میں نے خوب شناخت کرلیا اور ہر ایک طرح سے تسلی کر لی اپنی موت کے خوف سے اس کا انکار کر دوں۔ یہ انکار تو مجھ سے نہیں ہوگا۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ میں نے حق پا لیا اس لئے چند روزہ زندگی کے لئے مجھ سے بے ایمانی نہیں ہوگی کہ میں اس ثابت شدہ حق کو چھوڑ دوں۔ میں جان چھوڑنے کے لئے تیار ہوں اور فیصلہ کر چکا ہوں۔ مگر حق میرے ساتھ جائے گا۔ اس بزرگ کے بار بار کے یہ جواب ایسے تھے کہ سرزمین کابل کبھی ان کو فراموش نہیں کرے گی اور کابل کے لوگوں نے اپنی تمام عمر میں یہ نمونہ ایمانداری اور استقامت کا کبھی نہیں دیکھا ہوگا۔

اس جگہ یہ بھی ذکر کرنے کے لائق ہے کہ کابل کے امیروں کا یہ طریق نہیں ہے کہ اس قدر بار بار وعدہ معافی دے کر ایک عقیدہ کے چھڑانے کے لئے توجہ دلائیں۔ لیکن مولوی عبداللطیف صاحب مرحوم کی یہ خاص رعایت اس وجہ سے تھی کہ وہ ریاست کابل کا گویا ایک بازو تھا اور ہزارہا انسان اس کے معتقد تھے.........۔ وہ امیر کابل کی نظر میں اس قدر منتخب عالم فاضل تھا کہ تمام علماء میں آفتاب کی طرح سمجھا جاتا تھا.........۔ پس ممکن ہے کہ امیر کو بجائے خود یہ رنج بھی ہو کہ ایسا برگزیدہ انسان علماء کے اتفاق رائے سے ضرور قتل کیا جائے گا اور یہ تو ظاہر ہے کہ آج کل ایک طور سے عنان حکومت کابل کی مولویوں کے ہاتھ میں ہے اور جس بات پر مولوی لوگ اتفاق کرلیں پھر ممکن نہیں کہ امیر اس کے برخلاف کچھ کر سکے۔ پس یہ امر قرین قیاس ہے کہ ایک طرف امیر کو مولویوں کا خوف تھا اور دوسری طرف شہید مرحوم کو بے گناہ دیکھتا تھا۔ پس یہی وجہ ہے کہ وہ قید کی تمام مدت میں یہی ہدایت کرتا رہا کہ آپ اس شخص قادیانی کو مسیح موعود مت مانیں اور اس عقیدہ سے توبہ کریں تب آپ عزت کے ساتھ رہا کر دئے جاؤ گے۔ اور اسی نیت سے اس نے شہید مرحوم کو اس قلعہ میں قید کیا تھا

جس قلعہ میں وہ آپ رہتا تھا تا متواتر فہمائش کا موقعہ ملتا رہے‘‘۔(تذکرۃ الشہادتین ۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۵۱ تا ۵۳۔ مطبوعہ لندن)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’ان کی جب مخبری کی گئی اور ان کو امیر کے روبرو پیش کیا گیا تو امیر نے ان سے یہی پوچھا کہ کیا تم نے ایسے شخص کی بیعت کی ہے تو اس نے چونکہ وہ ایک راستباز انسان تھا صاف کہا کہ ’’ہاں میں نے بیعت کی ہے۔مگر نہ تقلیداً اندھا دھند بلکہ علیٰ وجہ البصیرۃ اس کی اتباع اختیار کی ہے۔میں نے دنیا بھر میں اس کی مانند کوئی شخص نہیں دیکھا۔ مجھے اس سے الگ ہونے سے اس کی راہ میں جان دے دینا بہتر ہے‘‘۔

(الحکم ۱۸؍جون ۱۹۰۸ء ۔ملفوظات جلد دہم صفحہ ۳۰۷۔ مطبوعہ لندن۔)

افغانستان کے علماء سے مباحثہ اور علماء کی ناکامی

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’جب چار مہینے قید کے گزر گئے تب امیر نے اپنے روبرو شہید مرحوم کو بلا کر پھر اپنی عام کچہری میں توبہ کے لئے فہمائش کی اور بڑے زور سے رغبت دی کہ اگر تم اب بھی قادیانی کی تصدیق اور اس کے اصولوں کی تصدیق سے میرے روبرو انکار کرو تو تمہاری جان بخشی جائے گی اور تم عزت کے ساتھ چھوڑے جاؤ گے۔شہید مرحوم نے جواب دیا کہ یہ تو غیر ممکن ہے کہ میں سچائی سے توبہ کروں۔اس دنیا کے حکام کا عذاب تو موت تک ختم ہو جاتا ہے لیکن میں اس سے ڈرتا ہوں جس کا عذاب کبھی ختم نہیں ہوسکتا۔ ہاں چونکہ میں سچ پر ہوں اس لئے چاہتا ہوں کہ ان مولویوں سے جو میرے عقیدے کے مخالف ہیں میری بحث کرائی جائے۔اگر میں دلائل کے رو سے جھوٹا نکلا تو مجھے سزا دی جائے۔

راوی اس قصہ کے کہتے ہیں کہ ہم اس گفتگو کے وقت موجود تھے۔امیر نے اس بات کو پسند کیا اور مسجد شاہی میں خان ملّا خان اور آٹھ مفتی بحث کے لئے منتخب کئے گئے اور ایک لاہوری ڈاکٹر جو خود پنجابی ہونے کی وجہ سے سخت مخالف تھا بطور ثالث کے مقرر کر کے بھیجا گیا۔ بحث کے وقت مجمع کثیر تھا اور دیکھنے والے کہتے ہیں کہ ہم اس بحث کے وقت موجود تھے۔مباحثہ تحریری تھا۔صرف تحریر ہوتی تھی اور کوئی بات حاضرین کو سنائی نہیں جاتی تھی............۔

جب شاہزادہ مرحوم کی ان بدقسمت مولویوں سے بحث ہو رہی تھی تب آٹھ آدمی برہنہ تلواریں لے کر شہید مرحوم کے سر پر کھڑے تھے‘‘۔

(تذکرۃ الشہادتین ۔روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۵۴،۵۵۔ مطبوعہ لندن)

جب بحث کرنے والے علماء پر اپنی کمزوری واضح ہوگئی اور وہ حضرت صاحبزادہ صاحب کے سوالات کے جواب دینے سے عاجز آ گئے اور ان کے دلائل کا رد نہ کر سکے تو انہوں نے سردار نصراللہ خان کو اطلاع دی کہ صاحبزادہ صاحب پر پورے طور پر کوئی الزام لگانا مشکل ہے۔اس ناکامی کو معلوم کر کے سردار نصراللہ خان نے حضرت صاحبزادہ صاحب کو اپنے پاس بلوایا۔ جب آپ وہاں تشریف لے گئے تو سردار نصراللہ خان نے کہا کہ یہ شخص میرے دربار کو پلید کر رہا ہے اسے دور کھڑا کرو۔اس پر سپاہیوں نے آپ کو زنجیروں سے پکڑ کر پیچھے کھینچ لیا۔

سردار نصراللہ خان اٹھا اور دربار میں ادھر ادھر ٹہلنے لگا پھر حاضرین سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ یہ شخص کہتا ہے کہ میں اگلے جہان سے آیا ہوں اور بتاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر نہیں ہیں وہ فوت ہو چکے ہیں۔اس پر حضرت صاحبزادہ صاحب نے فرمایا کہ میں تو آسمان سے نہیں آیا اگر میں وہاں سے آیا ہوتا تو تمہارے باپ کے بارہ میں خبر دیتا کہ وہ کس ہاویہ میں پڑا ہے ۔ اس پر سردار نصراللہ خان حضرت صاحبزادہ صاحب سے مخاطب ہوا کہ تم اس طرح مت کہو اور میرزا کی بات چھوڑ دو ورنہ میں تمہیں مار دوں گا۔ اس پر حضرت صاحبزادہ صاحب نے قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی ﴿فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ﴾۔اس پر سردار نصراللہ خان بولا کہ یہ شخص تو ابھی تک قرآن پڑھتا ہے اسے میرے دربار سے دور کرو۔

سردار نصراللہ خان نے حضرت صاحبزادہ صاحب پر کفر کا فتویٰ لگوانے کی بہت کوشش کی اور پراپیگنڈا کیا اور مختلف طریقوں سے امیر حبیب اللہ خان پر دباؤ ڈالتا اور اس کو ڈراتا رہا۔

سردار نے امیر سے کہا کہ یہ شخص جنوبی علاقوں میں بڑا اثر ورسوخ رکھتا ہے اگر اسے جلد قتل نہ کیا گیا تو افغانستان میں احمدیت پھیل جائے گی اور بالآخر آپ کو افسوس ہوگا۔امیر نے کہا کہ میں نے یہ معاملہ میزان التحقیقات میں بھجوا دیا ہے وہاں سے کاغذات آجائیں تو پھر فیصلہ کروں گا ۔ اس پر سردار نصراللہ خان نے کہا کہ اگر آپ اس کو ملزم قرار دینے کے لئے کاغذات کا انتظار کرتے رہے تو یہ سن لیں کہ جو حالات مجھے بتائے گئے ہیں ان کے مطابق نہ اس شخص پر کوئی الزام لگتا ہے اور نہ ہی اس پر کفر کا فتویٰ لگایا جاسکتا ہے۔

اس پر امیر حبیب اللہ خان نے کہا کہ پھر اب کیا ہوگا ۔ اس پر سردار نصراللہ خان نے کہا کہ اگر سیاسی پہلو کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کا اب بندوبست نہ کیا گیا تو بڑا نقصان ہوگا۔

سردار نصراللہ خان کے اصرار اور دباؤ میں آ کر دو ملّا حضرت صاحبزادہ صاحب کے خلاف فتویٰ دینے پر آمادہ ہو گئے۔ ان کے نام قاضی عبدالرزاق ملائے حضور امیر اور قاضی عبدالرؤوف قندھاری تھے۔ ان ملانوں نے اپنے فتویٰ میں یہ لکھا کہ اس سے قبل عبدالرحمٰن نام ایک شخص کو امیر عبدالرحمٰن خان نے قتل کروایا تھا اس پر بھی یہی الزام تھا کہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی کا مرید ہے جن پر ہندوستان کے علماء نے کفر کا فتویٰ لگایا ہے اس لئے اس کے ماننے والے بھی کافر ہیں لہذا ہم بھی یہ فتویٰ دیتے ہیں کہ مولوی عبداللطیف کو بھی کافر سمجھا جائے اور اس جرم میں سنگسار کیا جائے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’جب عصر کا آخری وقت ہوا تو کفر کا فتویٰ لگایا گیا۔اور آخر بحث میں شہید مرحوم سے یہ بھی پوچھا گیا کہ اگر مسیح موعود یہی قادیانی شخص ہے تو پھر تم عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت کیا کہتے ہو۔کیا وہ واپس دنیا میں آئیں گے یا نہیں۔تو انہوں نے بڑی استقامت سے جواب دیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں اور اب وہ ہرگز واپس نہیں آئیں گے۔قرآن کریم ان کے مرنے اور واپس نہ آنے کا گواہ ہے۔تب وہ لوگ ان مولویوں کی طرح جنہوں نے حضرت عیسیٰؑ کی بات کو سن کر اپنے کپڑے پھاڑ دئے تھے گالیاں دینے لگے اور کہا اب اس شخص کے کفر میں کیا شک رہا اور بڑی غضبناک حالت میں یہ کفر کا فتویٰ لکھا گیا‘‘۔

(تذکرۃ الشہادتین ۔روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۵۴،۵۵)

امیر حبیب اللہ خان کی طرف سے مُلّانوں کے فتویٰ کی توثیق اور حضرت صاحبزادہ صاحب کو سنگسار کئے جانے کا فیصلہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’بعد اس کے کہ فتویٰ کفر لگا کر شہید مرحوم قید خانہ میں بھیجا گیا۔صبح روز دوشنبہ کو شہید موصوف کو سلام خانہ یعنی خاص مکان دربار امیر صاحب میں بلایا گیا۔ اس وقت بھی بڑا مجمع تھا۔ امیر صاحب جب ارک یعنی قلعہ سے نکلے تو راستہ میں شہید مرحوم ایک جگہ بیٹھے تھے۔ان کے پاس سے ہو کر گزرے اور پوچھا کہ اخوندزادہ صاحب کا کیا فیصلہ ہوا ۔شہید مرحوم کچھ نہ بولے۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ ان لوگوں نے ظلم پر کمر باندھی ہے مگر سپاہیوں میں سے کسی نے کہا کہ ملامت ہو گیا یعنی کفر کا فتویٰ لگ گیا‘‘۔(تذکرۃ الشہادتین ۔روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۵۶ ۔ مطبوعہ لندن)

اسی طرح آپ فرماتے ہیں:

’’وہ فتویٰ کفرات کے وقت امیر صاحب کی خدمت میں بھیجا گیا اور یہ چالاکی کی گئی کہ مباحثہ کے کاغذات ان کی خدمت میں عمداً نہ بھیجے گئے اور نہ عوام پر ان کا مضمون ظاہر کیا گیا۔ یہ صاف اس بات پر دلیل تھی کہ مخالف مولوی شہید مرحوم کے ثبوت پیش کردہ کا کوئی رد نہ کر سکے۔مگر افسوس امیر پر کہ اس نے کفر کے فتویٰ پر ہی حکم لگا دیا اور مباحثہ کے کاغذات طلب نہ کئے۔ حالانکہ اس کو چاہئے تو یہ تھا کہ اس عادلِ حقیقی سے ڈر کر جس کی طرف عنقریب تمام دولت وحکومت کو چھوڑ کر واپس جائے گا خود مباحثہ کے وقت حاضر ہوتا۔ بالخصوص جبکہ وہ خوب جانتا تھا کہ اس مباحثہ کا نتیجہ ایک معصوم بے گناہ کی جان ضائع کرنا ہے۔تو اس صورت میں مقتضیٰ خدا ترسی کا یہی تھا کہ افتاں وخیزاں اُس مجلس میں جاتا۔اور نیز چاہئے تھا کہ قبل ثبوت کسی جرم کے اس شہید مظلوم پر یہ سختی روا نہ رکھتا کہ ناحق ایک مدت تک قید کے عذاب میں ان کو رکھتا اور زنجیروں اور ہتھکڑیوں کے اس شکنجہ میں ان کو دبایا جاتا اور آٹھ سپاہی برہنہ شمشیروں کے ساتھ اس کے سر پر کھڑے کئے جاتے اور اس طرح ایک عذاب اور رعب میں ڈال کر اسکو ثبوت دینے سے روکا جاتا۔ پھر اگر اس نے ایسا نہ کیا تو عادلانہ حکم دینے کے لئے یہ تو اس کا فرض تھا کہ کاغذات مباحثہ کے اپنے حضور میں طلب کرتا۔ بلکہ پہلے سے یہ تاکید کر دیتا کہ کاغذات مباحثہ کے میرے پاس بھیج دینے چاہئیں ۔اور نہ صرف اس بات پر کفایت کرتا کہ آپ ان کاغذات کو دیکھتا بلکہ چاہئے تھا کہ سرکاری طور پر ان کاغذات کو چھپوا دیتا کہ دیکھو کیسے یہ شخص ہمارے مولویوں کے مقابل پر مغلوب ہوگیا اور کچھ ثبوت قادیانی کے مسیح موعود ہونے کے بارہ میں اور نیز جہاد کی ممانعت میں اور حضرت مسیحؑ کے فوت ہونے کے بارہ میں نہ دے سکا۔(تذکرۃ الشہادتین۔روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۵۴،۵۵۔مطبوعہ لندن)

جناب قاضی محمد یوسف صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضرت صاحبزادہ سید محمد عبداللطیف صاحب کو مباحثہ کے اختتام کے بعد جامع مسجد بازار کتب فروشی سے ایک جلوس کی صورت میں روانہ کیا گیا۔ پاپیادہ چوک پل خشتی میں سے ہو کر بازار ارک شاہی میں سے گزر کر دروازہ نقار خانہ تک پہنچے اور شاہی قلعہ میں داخل ہوئے ۔ جب انہیں امیر حبیب اللہ خان کے دربار میں لایا گیا تو مولویوں اور عوام کا جم غفیر موجود تھا۔سردار نصراللہ خان نے دریافت کیا کہ کیا فیصلہ ہوا۔اس پر لوگوں نے شور مچایا کہ صاحبزادہ ملامت شد۔

امیر حبیب اللہ خان نے حضرت صاحبزادہ صاحب سے کہا کہ مولویوں کا فتویٰ تو کافر قرار دئے جانے کا ہے اور سنگسار کرنے کی سزا تجویز کی گئی ہے اگر آپ کوئی صورت توبہ کی پیدا کر لیں تو نجات مل سکتی ہے۔

اس موقعہ پر سردار نصراللہ خان نے اپنے قلبی بغض وعناد کا مظاہرہ کیا اور خود علماء کا فتویٰ تکفیر ورجم پڑھ کر سنایا اور حاضرین سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ آپ اطمینان رکھیں امیر صاحب آپ کی مرضی اور علماء کے فتویٰ کی ہی تصدیق وتائید کریں گے مگر وہ چاہتے ہیں کہ بطور اتمام حجت صاحبزادہ عبداللطیف کو کسی قدر مہلت دے کر توبہ کا موقعہ دیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’امیر صاحب جب اپنے اجلاس میں آئے تو اجلاس میں بیٹھتے ہی پہلے اخوندزادہ صاحب مرحوم کو بلایا اور کہا کہ آپ پر کفر کا فتویٰ لگ گیا ہے۔اب کہو کہ کیا توبہ کرو گے یا سزا پاؤ گے تو انہوں نے صاف لفظوں میں انکار کیا اور کہا کہ میں حق سے

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact:

Anas A.Khan, John Thompson Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Fax: 020 8871 9398
Mobile: 0780-3298065

توبہ نہیں کرسکتا۔ کیا میں جان کے خوف سے باطل کو مان لوں۔ یہ مجھ سے نہیں ہوگا۔ تب امیر نے دوبارہ توبہ کے لئے کہا اور توبہ کی حالت میں بہت امید دی اور وعدہ معافی دیا۔ مگر شہید موصوف نے بڑے زور سے انکار کیا اور کہا کہ مجھ سے یہ امید مت رکھو کہ میں سچائی سے توبہ کروں۔

ان باتوں کو بیان کرنے والے کہتے ہیں کہ یہ سنی سنائی باتیں نہیں بلکہ ہم خود اس مجمع میں موجود تھے اور مجمع کثیر تھا۔ شہید مرحوم ہر ایک فہمائش کا زور سے انکار کرتا تھا اور وہ اپنے لئے فیصلہ کرچکا تھا کہ ضرور ہے کہ میں اس راہ میں جان دوں۔ تب اس نے یہ بھی کہا کہ میں بعد قتل چھ روز تک پھر زندہ ہو جاؤں گا۔ یہ راقم کہتا ہے کہ یہ قول وحی کی بناء پر ہوگا جو اس وقت ہوئی ہوگی۔ کیونکہ اس وقت شہید مرحوم منقطعین میں داخل ہو چکا تھا اور فرشتے اس سے مصافحہ کرتے تھے۔ تب فرشتوں سے یہ خبر پا کر ایسا اس نے کہا۔ اور اس قول کے یہ معنی تھے کہ وہ زندگی جو اولیاء اور ابدال کو دی جاتی ہے چھ روز تک مجھے مل جائے گی اور قبل اس کے جو خدا کا دن آوے یعنی ساتواں دن میں زندہ ہو جاؤں گا۔ اور یاد رہے کہ اولیاء اللہ اور وہ خاص لوگ جو خدا تعالیٰ کی راہ میں شہید ہوتے ہیں وہ چند دنوں کے بعد پھر زندہ کئے جاتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءٌ﴾۔ یعنی تم ان کو مردے مت خیال کرو جو اللہ کی راہ میں قتل کئے جاتے ہیں وہ تو زندے ہیں۔ پس شہید مرحوم کا اسی مقام کی طرف اشارہ تھا۔

.... جب شہید مرحوم نے ہر ایک توبہ کرنے کی فہمائش پر توبہ کرنے سے انکار کیا تو امیر نے ان سے مایوس ہو کر اپنے ہاتھ سے ایک لمبا چوڑا کاغذ لکھا اور اس میں مولویوں کا فتویٰ درج کیا اور اس میں یہ لکھا کہ ایسے کافر کی سنگسار کرنا سزا ہے تب وہ فتویٰ اخوندزادہ مرحوم کے گلے میں لٹکا دیا گیا‘‘۔

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۵۵ تا ۵۷۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۵۶ تا ۵۸۔ مطبوعہ لندن)

بیان واقعہ ہائلہ شہادت
رئیس اعظم خوست غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’امیر نے حکم دیا کہ شہید مرحوم کے ناک میں چھید کرکے اس میں رسی ڈال دی جائے اور اسی رسی سے شہید مرحوم کو کھینچ کر مقتل یعنی سنگسار کرنے کی جگہ تک پہنچایا جائے۔ چنانچہ اس ظالم امیر کے حکم سے ایسا ہی کیا گیا اور ناک کو چھید کر سخت عذاب کے ساتھ اس میں رسّی ڈالی گئی تب اس رسّی کے ذریعہ شہید مرحوم کو نہایت ٹھٹھے ہنسی اور گالیوں اور لعنت کے ساتھ مقتل تک لے گئے۔ اور امیر اپنے تمام مصاحبوں کے ساتھ اور مع قاضیوں، مفتیوں اور دیگر اہل کاروں کے یہ دردناک نظارہ دیکھتا ہوا مقتل تک پہنچا اور شہر کی ہزارہا مخلوق جن کا شمار کرنا مشکل ہے اس تماشا کے دیکھنے کے لئے گئی۔ جب مقتل پر پہنچے تو شاہزادہ مرحوم کو کمر تک زمین میں گاڑ دیا اور پھر اس حالت میں جبکہ وہ کمر تک زمین میں گاڑ دئے گئے تھے امیر اُن کے پاس گیا اور کہا کہ اگر تو قادیانی سے جو مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتا ہے انکار کرے تو اب بھی میں تجھے بچا لیتا ہوں۔ اب تیرا آخری وقت ہے اور یہ آخری موقعہ ہے جو تجھے دیا جاتا ہے اور اپنی جان اور اپنے عیال پر رحم کر۔

تب شہید مرحوم نے جواب دیا کہ نعوذ باللہ سچائی سے کیونکر انکار ہوسکتا ہے اور جان کی کیا حقیقت ہے اور عیال و اطفال کیا چیز ہیں جن کے لئے میں ایمان کو چھوڑ دوں مجھ سے ایسا ہرگز نہیں ہوگا اور میں حق کے لئے مروں گا۔

تب قاضیوں اور فقیہوں نے شور مچایا کہ کافر ہے، کافر ہے، اس کو جلد سنگسار کرو۔ اس وقت امیر اور اس کا بھائی نصر اللہ خان اور قاضی اور عبدالاحد کمیدان یہ لوگ سوار تھے اور باقی تمام لوگ پیادہ تھے۔

جب ایسی نازک حالت میں شہید مرحوم نے بارہا کہہ دیا کہ میں ایمان کو جان پر مقدم رکھتا ہوں تب امیر نے اپنے قاضی کو حکم دیا کہ پہلا پتھر تم چلاؤ کہ تم نے کفر کا فتویٰ لگایا ہے۔ قاضی نے کہا کہ آپ بادشاہ وقت ہیں آپ چلاویں۔ تب امیر نے جواب دیا کہ شریعت کے تم ہی بادشاہ ہو اور تمہارا ہی فتویٰ ہے اس میں میرا کوئی دخل نہیں۔ تب قاضی نے گھوڑے سے اتر کر ایک پتھر چلایا جس پتھر سے شہید مرحوم کو زخم کاری لگا اور گردن جھک گئی۔ پھر بعد اس کے بدقسمت امیر نے اپنے ہاتھ سے پتھر چلایا۔ پھر کیا تھا اس کی پیروی سے ہزاروں پتھر شہید مرحوم پر پڑنے لگے اور کوئی حاضرین میں سے ایسا نہ تھا جس نے اس شہید مرحوم کی طرف پتھر نہ پھینکا ہو۔ یہاں تک کہ کثرت پتھروں سے شہید مرحوم کے سر پر ایک کوٹھہ پتھروں کا جمع ہوگیا۔

پھر امیر نے واپس ہونے کے وقت کہا کہ یہ شخص کہتا تھا کہ میں چھ روز تک زندہ ہو جاؤں گا اس پر چھ روز تک پہرہ رہنا چاہئے۔ بیان کیا گیا ہے کہ یہ ظلم یعنی سنگسار کرنا ۱۴؍جولائی کو وقوع میں آیا۔ اس بیان میں اکثر حصہ ان لوگوں کا ہے جو اس سلسلہ کے مخالف تھے جنہوں نے یہ بھی اقرار کیا کہ ہم نے بھی پتھر مارے تھے اور بعض ایسے آدمی بھی اس بیان میں داخل ہیں کہ شہید مرحوم کے پوشیدہ شاگرد تھے۔

معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ اس سے زیادہ دردناک ہے جیسا کہ بیان کیا گیا ہے کیونکہ امیر کے ظلم کو پورے طور پر ظاہر کرنا کسی نے روا نہیں رکھا اور جو کچھ ہم نے لکھا ہے بہت سے خطوط کے مشترک مطلب سے ہم نے خلاصۃً لکھا ہے۔ ہر ایک قصہ میں اکثر مبالغہ ہوتا ہے لیکن یہ قصہ ہے کہ لوگوں نے امیر سے ڈر کر اس کا ظلم پورا پورا بیان نہیں کیا اور بہت سی پردہ پوشی کرنی چاہی‘‘۔

(تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۵۸ تا ۶۰ مطبوعہ لندن)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’ایک گھنٹہ تک برابر ان پر پتھر برسائے گئے حتی کہ ان کا جسم پتھروں میں چھپ گیا مگر انہوں نے اف تک نہ کی، ایک چیخ تک نہ ماری‘‘۔

(الحکم ۶؍مارچ ۱۹۰۸ء۔ ملفوظات جلد ۱۰ صفحہ ۱۴۰ مطبوعہ لندن)

سید احمد نور صاحب کا بیان ہے کہ جب حضرت صاحبزادہ صاحب کو سنگسار کرنے کے لئے لے جایا جا رہا تھا تو ہاتھوں میں ہتھکڑیاں لگی ہوئی تھیں۔ آپ راستہ میں تیزی سے اور خوش خوش جا رہے تھے۔ ایک مولوی نے پوچھا کہ آپ اتنے خوش کیوں ہیں ابھی آپ کو سنگسار کیا جانے والا ہے؟۔ آپ نے فرمایا یہ ہتھکڑیاں نہیں بلکہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے دین کا زیور ہے اور مجھے یہ خوشی ہے کہ میں جلد اپنے پیارے مولیٰ سے ملنے والا ہوں۔

حضرت صاحبزادہ صاحب کو کابل کے باہر شرقی جانب ہندوسوزان کے ایک میدان موسومہ بہ سیاہ سنگ میں سنگسار کیا گیا تھا۔

جناب قاضی محمد یوسف صاحب کا بیان ہے کہ جب امیر حبیب اللہ خان نے حضرت صاحبزادہ پر لگائے گئے فتویٰ کفر اور سنگساری کی سزا کے کاغذ پر دستخط کردئے تو سردار نصر اللہ خان نے کابل میں موجود ملاؤں کو اطلاع کروا دی اور وہ ارک شاہی کے سامنے جمع ہونے شروع ہو گئے۔ تب حضرت صاحبزادہ صاحب کو مقتل کی طرف لے جایا گیا۔ یہ ہجوم وزارت حربیہ کے سامنے سے گزر کر اس سڑک پر روانہ ہوا جو بالا حصار کو جاتی ہے۔ کابل کے شیر دروازہ سے گزر کر شہر سے باہر آئے۔ بالا حصار کا قلعہ کوہ آسامائی پر واقعہ ہے۔ یہ قلعہ اس وقت بطور میگزین استعمال ہوتا تھا۔ اس کی جانب جنوب ایک پرانا قبرستان ہے جس میں افغانستان کے امراء و رؤوسا کی قبریں ہیں۔ اس کے قریب حضرت صاحبزادہ صاحب کو سنگسار کرنے کے لئے ایک گڑھا قریباً اڑھائی فٹ گہرا کھودا گیا جس میں حضرت صاحبزادہ صاحب کو گاڑ دیا گیا۔ گاڑے جانے کے بعد حضرت صاحبزادہ صاحب نے بلند آواز سے کلمہ شہادت پڑھا۔

حضرت صاحبزادہ صاحب پر پہلا پتھر سردار نصر اللہ نے چلایا۔ مگر ایک روایت یہ بھی ہے کہ پہلا پتھر قاضی عبدالرزاق ملائے حضور نے پھینکا تھا اور اس کے ساتھ اس نے جوش میں آکر کہا تھا کہ آج جو آدمی اس پر پتھر پھینکے گا وہ جنت میں مقام پائے گا۔

حضرت صاحبزادہ صاحب کی پیشانی پر پہلا پتھر لگا تو آپ کا سر قبلہ رخ جھک گیا اور آپ نے یہ آیت پڑھی: ﴿اَنْتَ وَلِيّ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ تَوَفَّنِي مُسْلِمًا وَ اَلْحِقْنِي بِا الصَّالِحِيْن﴾۔

آپ کی شہادت ۱۷؍ربیع الاول ۱۳۲۱ھ مطابق ۱۴؍جولائی ۱۹۰۳ء کو واقع ہوئی۔

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ فرماتے ہیں کہ جب حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب کی شہادت کی خبر قادیان پہنچی تو اس سے ایک طرف تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سخت صدمہ پہنچا کہ ایک مخلص دوست جدا ہو گیا۔ اور دوسری طرف آپ کو خوشی ہوئی کہ آپ کے متبعین میں سے ایک شخص نے ایمان و اخلاص کا یہ اعلیٰ نمونہ دکھایا کہ سخت سے سخت دکھ اور مصائب جھیلے اور بالآخر جان دے دی مگر ایمان کو ہاتھ سے نہ چھوڑا۔

نشانات کا ظہور

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:

’’صبح ہوتے ہی کابل میں ہیضہ پھوٹ پڑا اور نصر اللہ خان حقیقی بھائی امیر حبیب اللہ خان کا جو اصل سبب اس خونریزی کا تھا اس کے گھر میں ہیضہ پھوٹا اور اس کی بیوی اور بچہ فوت ہو گیا اور چار سو کے قریب ہر روز آدمی مرتا تھا۔ اور شہادت کی رات آسمان سرخ ہوگیا‘‘۔ (تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۱۲۷۔ مطبوعہ لندن)

’’سنا گیا ہے کہ جب شہید مرحوم کو ہزاروں پتھروں سے قتل کیا گیا تو انہیں دنوں میں سخت ہیضہ کابل میں پھوٹ پڑا اور بڑے بڑے ریاست کے نامی اس کا شکار ہوئے اور بعض امیر کے رشتہ دار اور عزیز بھی اس جہان سے رخصت ہوئے‘‘۔ (تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۷۴۔ مطبوعہ لندن)

انگریز انجینئر Mr.A Frank Martin نے لکھا ہے کہ قتل کئے جانے سے پہلے ملّا صاحب نے امیر کی موجودگی میں یہ پیشگوئی کی کہ اس ملک پر ایک بڑی تباہی آنے والی ہے جس کے نتیجہ میں امیر حبیب اللہ خان اور سردار نصر اللہ خان کو بھی دکھ پہنچے گا۔

جس روز مُلّا (صاحب) کو قتل کیا گیا اس دن اچانک شام کو نو بجے کے قریب آندھی کا ایک زبردست طوفان آیا جو بہت زور شور سے آدھے گھنٹے

F0ZMAN FOODS

A LEADING
BUYING GROUP
FOR GROCERS
AND C.N.T.SHOPS
2- SANDY HILL ROAD
ILFORD, ESSEX

TELEPHONE
0181-553-3611

کھلا کپڑا اور ریڈی میڈ سوٹ خصوصی رعایتی قیمت پر

جلسہ سالانہ پر آنے والے احمدی مسلمان بھائیوں کے لئے خصوصی رعایتی قیمت پر کھلا کپڑا اور ریڈی میڈ سوٹ کے لئے ہماری دوکان پر تشریف لائیں جو ساؤتھ آل میں ۹۵ دی براڈوے پر ہے

The name in Indian Fashion
G.R.FABRICS - 95 The Broadway - Southall
Tel: 020--8813-8204

تک جاری رہا پھر اچانک جس طرح شروع ہوا تھا تھم گیا۔ رات کے وقت اس طرح آندھی کا آنا غیر معمولی بات تھی۔ عام لوگ اس آندھی کے بارہ میں کہنے لگے کہ یہ ملاّ (صاحب) کی روح کے نکلنے کی وجہ سے ہوا ہے۔

اس کے بعد ہیضہ کی وباء آ گئی۔ سابقہ وباؤں کو مدنظر رکھ کر ہیضہ ابھی چار سال تک متوقع نہیں تھا۔ اور یہ خیال کیا جاتا تھا کہ ہیضہ کی وباء بھی ملاّ (صاحب) کی پیشگوئی کے مطابق آئی ہے۔ اسی وجہ سے امیر حبیب اللہ خان اور شہزادہ نصر اللہ خان شدید خوف میں مبتلا ہوگئے۔ انہیں یقین تھا کہ اب ان کی موت بھی آنے والی ہے۔ جب شہزادہ نصر اللہ خان کی ایک پیاری بیوی ہیضہ سے فوت ہوگئی تو وہ اپنے ہوش وحواس کھو بیٹھا اور غم سے نیم پاگل ہوگیا۔

مقتول ملاّ (صاحب) کے مریدوں کی بڑی تعداد تھی اور وہ بہت رسوخ اور طاقت والے بھی تھے۔ جن دو ملاؤں نے ان کے قتل کئے جانے کا فتویٰ دیا تھا وہ بھی نہایت خوف کی حالت میں زندگی بسر کرنے لگے کیونکہ انہیں ان کے مریدوں کی جانب سے انتقام لئے جانے کا خوف رہتا تھا۔ ان میں سے ایک مُلاّ کو ہیضہ ہوا اور وہ مرتے مرتے بچا۔

جب ۱۹۰۳ء میں وبا پھوٹی تو امیر حبیب اللہ خان نے اپنے والد امیر عبدالرحمٰن خان کے طریق پر فوراً اپنا سامان یعنی فرنیچر اور قالین وغیرہ کابل سے باہر پغمان بھجوانا شروع کر دیا۔ اس کا ارادہ تھا کہ خود بھی اگلے روز کابل سے نکل جائے گا۔

جب کابل شہر کے گورنر کو اس کے ارادہ کا علم ہوا تو وہ امیر کے پاس آیا کہ عام پھیلی ہوئی بے اطمینانی اتنی زیادہ ہے کہ اگر وہ اس موقعہ پر شہر سے باہر چلا گیا تو فوج اور رعایا بغاوت کر دے گی اور وہ پھر کبھی واپس نہ آ سکے گا۔ امیر نے گورنر کا مشورہ مان لیا اور اسے بہ امر مجبوری اپنے محل ارک میں ہی رہنا پڑا۔ اس نے اپنے آپ کو دو کمروں تک محدود کرلیا۔ جہاں صرف نصف درجن منظور نظر درباریوں اور نوکروں کو آنے کی اجازت تھی جو لوگ اسے ملنے آتے انہیں یہ اجازت نہ تھی کہ محل سے باہر نکلیں۔ اسے ڈر تھا کہ وہ باہر سے ہیضہ کا مرض لے آئیں گے۔

چونکہ امیر کابل سے باہر نہیں جا سکا تھا اسلئے سردار نصر اللہ خان کو بھی شہر میں اپنے محل میں رہنا پڑا۔ وہ اپنا اکثر وقت جائے نماز پر گزارتا تھا۔

(ملخص مفہوم از کتاب Under the absolute Amir مصنفہ Mr.Frank A Martin صفحہ ۲۰۱ تا ۲۰۴)

مسٹر انگس ہملٹن اپنی کتاب ''افغانستان'' میں بیان کرتے ہیں کہ:

۱۹۰۳ء میں افغانستان کے شہر کابل اور شمال ومشرق کے صوبہ جات میں زور شور سے ہیضہ پھوٹ پڑا جو اپنی شدت کے لحاظ سے ۱۸۷۹ء کے وباء ہیضہ سے بدتر تھا۔

سردار نصر اللہ خان کی ایک بیوی اور بیٹا اور شاہی خاندان کے کئی افراد اور ہزار ہا باشندگان کابل اس وباء سے لقمۂ اجل ہوئے اور شہر میں افراتفری پڑ گئی۔ ہر شخص کو اپنی جان کی فکر لاحق ہوگیا اور دوسرے کے حالات سے بےفکر اور بےخبر ہوگیا۔

('افغانستان' مصنفہ مسٹر انگس ہملٹن صفحہ ۴۵۰۔ بحوالہ عاقبة المکذبین حصہ اول صفحہ ۵۷)

(باقی آئندہ شمارہ میں)

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ اول

اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے سورۃ البقرہ کی آیت ۲۵۷: ﴿لاَ اِکْرَاهَ فِی الدِّیْنِ ۔ قَدْ تَبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ ۔ فَمَنْ یَّکْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَیُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَکَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰی ۔ لَاانْفِصَامَ لَهَا ۔ وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ﴾ کی تلاوت کی اور فرمایا کہ آج کل تمام مغربی دنیا اکٹھی ہو کر عالم اسلام پر یہ الزام لگا رہی ہے کہ اسلام تشدد کا مذہب ہے اور اس بنیادی تشدد کی تعلیم کی وجہ سے مسلمانوں میں جہادی تنظیمیں قائم ہیں۔ یہ انتہائی جھوٹا اور گھناؤنا الزام اسلام کی تعلیم پر لگایا جا رہا ہے۔ ہر احمدی اس سے بخوبی واقف ہے۔ اسلام تو امن، پیار، محبت اور بھائی چارے کی تعلیم دینے والا مذہب ہے اور جتنی انسانیت کے حقوق کا پاس اسلامی تعلیمات میں ملتا ہے اس کی مثال، اس کی نظیر اور کسی تعلیم میں نہیں ہے۔ لیکن یہ بھی ساتھ مَیں بدقسمتی کہوں گا کہ بعض تشدید پسند گروہوں نے جن کا اسلامی تعلیم سے دور کا بھی واسطہ نہیں اپنی انا کی تسکین کے لئے، اپنی ذات کو ابھار کر دنیا کے سامنے پیش کرنے کے لئے اسلام کی تعلیم کو اس طرح جہادی تنظیموں کے تصور کے ساتھ منسلک کر کے دنیا کے سامنے پیش کیا ہے جس کی وجہ سے اسلام کی جو خوبصورت تعلیم تھی اس کا ایک بڑا بھیانک تصور قائم ہو جاتا ہے۔ اور یہ کوئی اسلام کی خدمت نہیں ہے بلکہ اسلام کو بدنام کرنے کے مترادف ہے۔

حضور نے فرمایا کہ ابھی جو آیت مَیں نے تلاوت کی ہے اس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ترجمہ یہ ہے کہ دین میں کوئی جبر نہیں۔ یقیناً ہدایت گمراہی سے کھل کر نمایاں ہو چکی۔ پس جو کوئی شیطان کا انکار کرے اور اللہ پر ایمان لائے تو یقیناً اس نے ایک ایسے مضبوط کڑے کو پکڑ لیا جس کا ٹوٹنا ممکن نہیں۔ اور اللہ بہت سننے والا (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی تفسیر کے حوالہ سے بتایا کہ ''یہ عجیب بات ہے کہ اسلام پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ وہ جبر سے دین پھیلانے کی تعلیم دیتا ہے حالانکہ اسلام اگر ایک طرف جہاد کے لئے مسلمانوں کو تیار کرتا ہے۔ تو دوسری طرف وہ یہ بھی فرماتا ہے کہ ﴿لاَ اِکْرَاهَ فِی الدِّیْنِ﴾ یعنی جنگ کا جو حکم تمہیں دیا گیا ہے، اس سے یہ نہیں سمجھنا چاہیے کو لوگوں کو مسلمان بنانے کے لئے جبر کرنا جائز ہوگیا ہے، بلکہ جنگ کا یہ حکم محض دشمن کے شر سے بچنے اور اس کے مفاسد کو دُور کرنے کے لئے دیا گیا ہے۔ حقیت یہ ہے کہ اسلام ہی وہ سب سے پہلا مذہب ہے جس نے دنیا کے سامنے یہ تعلیم پیش کی کہ مذہب کے معاملے میں ہر شخص کو آزادی حاصل ہے اور دین کے بارے میں کسی پر کوئی جبر نہیں۔''

حضرت خلیفة المسیح الاول رضی اللہ عنہ اس کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جبر و اکراہ کا تعلق مذہب سے نہیں۔ پس کسی کو جبر سے مت داخل کرو کیونکہ جو دل سے مومن نہیں ہوا وہ ضرور منافق ہے۔ اسلام دِلی محبت و اخلاق سے حق بات ماننے کا نام ہے۔ اسی لئے اسلام میں جبر نہیں''۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ پس آج جماعت احمدیہ کا یہ کام ہے کہ ایک مہم کی صورت میں دنیا کے سامنے اسلام کی امن اور آشتی کی جو حسین اور خوبصورت تعلیم ہے وہ پیش کریں۔ اور دنیا کے سامنے کھولیں کہ اسلام تو انصاف اور امن کی تعلیم کا علمبردار ہے۔

حضور نے فرمایا کہ یہ بات مسلمانوں کو بھی سمجھنا چاہئے کہ اسلام کی فتح تو ضرور ہوگی لیکن زورِ بازو سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے فضل اور اس کے احکامات پر عمل کرنے سے ہوگی، جیسا کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم گمراہی کو چھوڑ کر ایمان لائے ہو تو گویا تم نے ایک مضبوط کڑے کو پکڑ لیا ہے جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں لیکن صرف منہ سے کہہ دینا کہ ہم ایمان لے آئے کافی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے احکامات اور آنحضرت ﷺ کے حکموں کو مضبوط کڑے کی طرح پکڑو گے تو کامیاب ہوگے اور آنحضرت ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق اس زمانہ میں مسیح موعود ہی وہ مضبوط کڑا ہے جو احکام الٰہی کی صحیح تشریح کرتا ہے۔ اور آنحضرت ﷺ کی تعلیم کو جس طرح پیش کرتا ہے وہ صحیح تعلیم ہے۔ تو اگر اس پر عمل کرو گے تو تم کامیاب ہو جاؤ گے۔

حضور نے سورۃ البقرہ کی اس آیت کی تفسیر میں حضرت مصلح موعودؓ کے بعض ارشادات پیش کرنے کے بعد فرمایا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام مسلمانوں کو مخاطب ہو کر فرماتے ہیں کہ جس کام کے لئے آپ لوگوں کے عقیدوں کے موافق مسیح ابن مریم آسمان سے آئے گا یعنی یہ کہ مہدی سے مل کر لوگوں کو مسلمان کرنے کے لئے جنگ کرے گا یہ ایک ایسا عقیدہ ہے جو اسلام کو بدنام کرتا ہے۔ قرآن شریف میں کہاں لکھا ہے کہ مذہب کے لئے جبر درست ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ تو قرآن شریف فرماتا ہے ﴿لاَ اِکْرَاهَ فِی الدِّیْنِ﴾ یعنی دین میں جبر نہیں ہے۔ پھر مسیح ابن مریم کو جبر کا اختیار کیونکر دیا جائے گا یہاں تک کہ بجز اسلام یا قتل کے جزیہ بھی قبول نہ کرے گا۔ یہ تعلیم قرآن شریف کے کس مقام، کس سیپارہ اور کس سورہ میں ہے۔ سارا قرآن بار بار کہہ رہا ہے کہ دین میں جبر نہیں اور صاف طور پر ظاہر کر رہا ہے کہ جن لوگوں سے آنحضرت ﷺ کے وقت میں لڑائیاں کی گئی تھیں وہ لڑائیاں دین کو جبراً شائع کرنے کے لئے نہیں تھیں بلکہ یا تو بطور سزا تھیں یعنی ان لوگوں کو سزا دینا منظور تھا جنہوں نے ایک گروہ کثیر مسلمانوں کو قتل کر دیا اور بعض کو وطن سے نکال دیا تھا اور نہایت سخت ظلم کیا تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقَاتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰی نَصْرِهِمْ لَقَدِیْرٌ﴾۔ یعنی ان مسلمانوں کو جن سے کفار جنگ کر رہے ہیں بسبب مظلوم ہونے کے مقابلہ کرنے کی اجازت دی گئی اور خدا قادر ہے کہ جو ان کی مدد کرے۔ اور یا وہ لڑائیاں ہیں جو بطور مدافعت تھیں یعنی جو لوگ اسلام کے نابود کرنے کے لئے پیش قدمی کرتے تھے یا اپنے ملک میں اسلام کو شائع ہونے سے جبراً روکتے تھے ان سے بطور حفاظت خود اختیاری یا ملک میں آزادی پیدا کرنے کے لئے لڑائی کی جاتی تھی۔ بجز ان تین صورتوں کے آنحضرت ﷺ اور آپ کے مقدس خلیفوں نے کوئی لڑائی نہیں کی بلکہ اسلام نے غیر قوموں کے ظلم کی اس قدر برداشت کی ہے جو اس کی دوسری قوموں میں نظیر نہیں ملتی۔

اسی طرح حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ سچے مسیح کا یہ کام ہونا چاہئے کہ وہ دلائل کے ساتھ دلوں پر فتح پاوے، نہ تلوار کے ساتھ۔ اور صلیبی عقیدہ کو واقعی اور سچے ثبوت کے ساتھ توڑ دے، نہ یہ کہ ان صلیبوں کو توڑتا پھرے جو چاندی یا سونے یا پیتل یا لکڑی سے بنائی جاتی ہیں۔ اگر تم جبر کرو گے تو تمہارا جبر اس بات پر کافی دلیل ہے کہ تمہارے پاس اپنی سچائی پر کوئی دلیل نہیں۔ ہر یک نادان اور ظالم طبع جب دلیل سے عاجز آ جاتا ہے۔ تو پھر تلوار یا بندوق کی طرف ہاتھ لمبا کرتا ہے مگر ایسا مذہب ہرگز ہرگز خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہوسکتا جو صرف تلوار کے سہارے سے پھیل سکتا ہے نہ کسی اور طریق سے۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ اسلام کا یہ اصول کبھی نہیں ہوا کہ خود ابتدائے جنگ کریں۔ اسلام معجزات کا سمندر ہے۔ اس نے کبھی جبر نہیں کیا اور نہ اس جبر کی کچھ ضرورت ہے۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ اس سے زیادہ کوئی جھوٹی بات نہیں ہوگی کہ یہ جبر اور تعدی کا الزام اس دین پر لگایا جائے جس کی پہلی ہدایت یہی ہے کہ ﴿لاَ اِکْرَاهَ فِی الدِّیْنِ﴾ یعنی دین میں جبر نہیں چاہیے۔

آپؑ فرماتے ہیں کہ:-

''تمام سچے مسلمان جو دنیا میں گزرے کبھی ان کا یہ عقیدہ نہیں ہوا کہ اسلام کو تلوار سے پھیلانا چاہئے بلکہ ہمیشہ اسلام اپنی ذاتی خوبیوں کی وجہ سے دنیا میں پھیلا ہے۔ پس جو لوگ مسلمان کہلا کر صرف یہی بات جانتے ہیں کہ اسلام کو تلوار سے پھیلانا چاہئے، وہ اسلام کی ذاتی خوبیوں کے معترف نہیں ہیں اور ان کی کارروائی درندوں کی کارروائی سے مشابہ ہے۔''

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ پس آج ہر احمدی کا یہ فرض بنتا ہے کہ اسلام کی جو تصویر، جو تعلیم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کھینچی ہے اور دی ہے اس کو لے کر اسلام کے امن اور آشتی، صلح اور صفائی کے پیغام کو ہر جگہ پہنچا دیں اور دنیا میں یہ منادی کریں کہ اسلام تلوار سے نہیں بلکہ اپنی حسین تعلیم سے دنیا میں پھیلا ہے۔ اور اپنوں کو جو آنحضرت ﷺ کی طرف اپنے آپ کو منسوب کر رہے ہیں، یہ پیغام دیں کہ تم کس غلط راستے پر چل رہے ہو۔ ان کو سمجھائیں، ان کے لئے دعائیں کریں کیونکہ یہ لوگ بھی اِنَّهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ کے زمرے میں ہیں۔ دنیا کو باور کرانے کی ضرورت ہے کہ اسلام کی ترقی اور آپ ﷺ کے زمانے میں بھی اس فانی فی اللہ کی دعاؤں کا نتیجہ تھی اور اس زمانہ میں بھی انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے عاشق صادق اور غلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں اور اسلام کے صحیح تصور کو دنیا کے سامنے پیش کرنے کی نتیجہ میں ہوگی۔ انشاء اللہ

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEERPARK ROAD,
LONDON SW19 3TL U.K.

”الفضل ڈائجسٹ“ کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

حضرت میاں خیر دین صاحبؓ

ماہنامہ ”خالد“ ربوہ جنوری ۲۰۰۳ء میں حضرت میاں خیر دین صاحبؓ کے بارہ میں مکرم ظہور احمد مقبول صاحب کا ایک مضمون شامل اشاعت ہے۔

حضرت میاں صاحبؓ تقریباً ۱۸۶۹ء میں پیدا ہوئے اور ۱۷/مارچ ۱۹۴۹ء کو بعمر ۸۰ سال وفات پائی۔ آپؓ کے والد حضرت میاں محمد صدیق صاحبؓ کا شمار حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے ۳۱۳/اصحاب میں کیا ہے۔ آپؓ کا آبائی وطن کشمیر میں موضع بھائج بالن ضلع اسلام آباد تھا۔ بعد میں آپؓ کے آباء واجداد نے ہجرت کر کے قادیان سے چار میل کے فاصلہ پر سیکھواں میں رہائش اختیار کرلی۔ آپؓ کے چند قریبی رشتہ دار قادیان میں رہتے تھے اس لئے آپؓ اکثر قادیان آیا جایا کرتے تھے اور یوں حضورؑ سے بھی اکثر ملاقات ہوجاتی تھی۔ ۲۳/نومبر ۱۸۸۹ء کو آپؓ کو بیعت کی سعادت عطا ہوئی، رجسٹر بیعت اولیٰ میں آپؓ کا نام ۱۵۱ویں اور ۳۱۳/صحابہؓ کی فہرست میں آپؓ کا نام ۱۳۱ویں نمبر پر درج ہے۔

بعثت سے قبل جب آپؓ قادیان جاتے اور حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوتے تو چونکہ آپؓ کے ننھیال وہاں تھے اس لئے کھانا اُن کے ہاں سے کھاتے۔ ایک بار وہاں کسی عورت نے خواہ مخواہ یہ کہہ دیا کہ یہ آتے تو اُدھر (یعنی حضورؑ سے ملنے) ہیں اور کھانا یہاں کھاتے ہیں۔ اگلی دفعہ جب آپؓ حضورؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضورؑ نے ازخود ارشاد فرمایا کہ جب قادیان آؤ تو کھانا ہمارے ہاں کھایا کرو۔ اس بات نے آپؓ کو خوش بھی کردیا اور حیران بھی۔

ایک دفعہ جب کھانے کا وقت آیا تو حضورؑ دیگر احباب کے ہمراہ گول کمرہ میں بیٹھے تھے۔ کھانے میں پلاؤ تھا۔ حضورؑ نے خود ایک رکابی پلاؤ کی زائد ڈال کر آپؓ کے آگے رکھ دی۔

جب حضورؑ نے حضرت عیسیٰؑ کے آثار کی تلاش میں ایک وفد کو نصیبین بھجوانے کا ارادہ فرمایا تو اُس کے اخراجات کے لئے حضرت میاں خیر دین صاحبؓ اور آپؓ کے دونوں بھائیوں نے ۵۰/ روپے پیش کئے۔ منارۃ المسیح کی تعمیر کے لئے جب حضورؑ نے ایک ایک سو روپیہ طلب فرمایا تو آپؓ کی والدہ کی اس درخواست کو حضورؑ نے منظور فرمایا کہ مالی وسعت نہ ہونے کی وجہ سے والدہ اور تینوں بیٹے مل کر ایک سو روپیہ پیش کرسکتے ہیں۔ حضورؑ اپنی کتاب ”انجام آتھم“ میں تحریر فرماتے ہیں: ”مَیں اپنی جماعت کے محبت اور اخلاص پر تعجب کرتا ہوں کہ ان میں سے نہایت ہی کم معاش والے جمال دین اور خیر دین اور امام الدین کشمیری، میرے گاؤں سے قریب رہنے والے ہیں۔ وہ تینوں غریب بھائی بھی جو شاید تین آنہ یا چار آنہ روزانہ مزدوری کرتے ہیں، سرگرمی سے ماہواری چندہ میں شریک ہیں“۔

حضرت میاں خیر دین صاحبؓ ۱۷/مارچ ۱۹۴۹ء کو مال گاڑی کے ڈبہ کی زد میں آکر شدید زخمی ہوگئے اور چند گھنٹے بعد وفات پائی۔ آپؓ کو امانتاً جہلم میں دفن کیا گیا اور ۱۹۶۰ء میں بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین عمل میں آئی۔

محترم میر مسعود احمد صاحب

روزنامہ ”الفضل“ ربوہ ۲۶/دسمبر ۲۰۰۲ء میں محترم سید میر مسعود احمد صاحب کی وفات کی خبر شامل اشاعت ہے۔ آپ ۲۳/دسمبر ۲۰۰۲ء کو ربوہ میں ۷۵ سال کی عمر میں وفات پاگئے۔

آپ یکم ستمبر ۱۹۲۷ء کو حضرت میر محمد اسحاق صاحبؓ کے ہاں پیدا ہوئے۔ مدرسہ احمدیہ قادیان میں تعلیم پائی، مولوی فاضل اور شاہد کی ڈگری حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ دنیاوی تعلیم بھی جاری رکھی اور اسلامیات میں ایم۔اے کیا۔ ۱۹۴۵ء میں نظام وصیت میں شامل ہوئے۔ ۲۳/فروری ۱۹۵۲ء کو زندگی وقف کی۔ کچھ عرصہ نظارت دعوت الی اللہ میں کام کرنے کے بعد وکالت تجارت تحریک جدید میں خدمت میں توفیق پائی۔ ۱۹۵۵ء میں نائب وکیل الدیوان مقرر ہوئے۔ ۱۹۶۲ء میں بطور مربی سلسلہ ڈنمارک تشریف لے گئے اور تین سال کے بعد واپس آئے تو پہلے نائب اور پھر وکیل الدیوان مقرر ہوئے۔ ۱۹۶۹ء میں دوبارہ ڈنمارک بھجوائے گئے اور ۱۹۷۳ء میں واپس آئے۔ ۱۹۷۵ء میں سوئٹزرلینڈ تقرری ہوئی جہاں سے قریباً ڈیڑھ سال بعد ڈنمارک بھجوائے گئے اور دسمبر ۱۹۸۲ء تک وہاں رہے۔ پھر ربوہ تشریف لائے تو وکیل صدسالہ جشن تشکر مقرر ہوئے اور ۱۹۹۲ء تک اس عہدہ پر فائز رہے۔ یکم اگست ۱۹۹۲ء سے متخصصین کے نگران کے طور پر خدمت بجالارہے تھے۔ آخر دم تک مجلس تحریک جدید کے ممبر بھی رہے۔

آپ کی شادی محترمہ صاحبزادی امۃ الرؤف صاحبہ بنت حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب سے ہوئی۔ آپ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے بہنوئی تھے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے چار بیٹوں سے نوازا جن میں سے دو (مکرم ڈاکٹر سید مشہود احمد صاحب اور مکرم سید میر محمود احمد صاحب نائب ناظر تعلیم ربوہ) واقف زندگی ہیں۔

محترم میر صاحب غیر معمولی ذہین اور وسیع مطالعہ رکھنے والے تھے۔ مسائل پر سیر حاصل بحث اور گفتگو کا ملکہ رکھنے والے وجود تھے۔ آخری چند سالوں میں بہت سا علمی اور تحقیقی کام کیا۔

نور ڈونرز ایسوسی ایشن و آئی بنک

ماہنامہ ”خالد“ جنوری ۲۰۰۳ء میں مکرم ڈاکٹر محمد احمد اشرف صاحب نور ڈونرز ایسوسی ایشن اور آئی بنک کی رپورٹ میں بیان کرتے ہیں کہ دو سال قبل حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی منظوری سے اس کا قیام عمل میں آیا تھا۔ اب تک اٹھارہ مقامات پر اس کی شاخیں قائم ہوچکی ہیں۔ ۲۲۱۳/افراد نے آئی ڈونر بننے کا فارم پُر کردیا ہے۔ ۶/ ڈونرز کی وفات کے بعد اُن کا عطیہ وصول کیا گیا ہے جن سے بارہ افراد کے کامیاب آپریشن فضل عمر ہسپتال میں سرانجام دیئے جاچکے ہیں جن میں سے آٹھ آپریشن مکرم ڈاکٹر مرزا خالد تسلیم صاحب اور چار مکرم ڈاکٹر رشید محمد راشد صاحب نے کئے۔

مکرم عبدالوحید صاحب

ماہنامہ ”خالد“ ربوہ جنوری ۲۰۰۳ء میں مکرم عبدالوحید صاحب کا ذکر خیر شامل اشاعت ہے جنہیں ۱۴/نومبر ۲۰۰۲ء کو فیصل آباد کے ایک بازار میں دن دیہاڑے شہید کردیا گیا۔

آپ ۱۲/دسمبر ۱۹۷۱ء کو مکرم عبدالستار صاحب کے ہاں ایک گاؤں میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۸۹ء میں فیصل آباد بورڈ سے میٹرک پاس کیا اور ۱۹۹۱ء میں آٹو مکینک کا ایک سالہ ڈپلومہ کیا اور دو سال کراچی میں ٹریننگ حاصل کی۔ ۱۹۹۵ء میں آپ کی شادی ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے تین بیٹیوں سے نوازا۔ ۲۰۰۰ء میں چنیوٹ میں موٹر آئل کا کاروبار شروع کیا جو اپنی والدہ کی بیماری کے سبب ختم کردیا اور آخر دم تک والدین کی خدمت میں مصروف رہے۔

آپ جماعتی تقاریب کے دوران فوٹوگرافی اور ویڈیوگرافی بھی کرتے رہے۔ ۱۹۹۶ء میں مجلس کریم نگر کے ناظم صنعت و تجارت بنے۔ ۱۹۹۷ء میں ضلعی عاملہ میں ناظم صنعت و تجارت مقرر ہوئے اور اس دوران ضلع فیصل آباد نے مرکزی صنعتی نمائش میں دوسری پوزیشن حاصل کی۔ ۱۹۹۹ء میں ناظم عمومی مجلس کریم نگر اور سیکرٹری دعوت الی اللہ جماعت کریم نگر مقرر ہوئے۔ خدمت دین کا جنون کی حد تک شوق تھا، باثمر داعی الی اللہ تھے اور سماجی کاموں میں بڑے سرگرم تھے۔ ۲۰۰۰ء میں اسیر راہ مولیٰ بھی رہے۔ شہادت سے پانچ دن قبل خون کا عطیہ دیا۔ شہادت کی صبح نماز فجر کے بعد اپنے گھر سے پردے لاکر خدام الاحمدیہ کے دفتر میں لگائے۔ اور ڈیوٹی پر موجود خدام کو افطاری پر سوپ پلانے کا وعدہ کیا۔ اپنا وعدہ پورا کرنے کے لئے گوشت خریدنے بازار گئے جہاں پہلے سے موجود معاند احمدیت امتیاز شاہ نے خنجر سے آپ کے دل پر وار کیا۔ آپ وہاں زخمی حالت میں آدھ گھنٹہ پڑے رہے مگر کسی نے ہسپتال نہ پہنچایا۔ کسی نے آپ کے گھر پر اطلاع دی تو آپ کے بھائی نے ایک احمدی دوست کے ساتھ ہسپتال پہنچایا لیکن آپ وہاں پہنچتے ہی وفات پاگئے۔

جنازہ ربوہ لایا گیا جہاں حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی نے نماز جمعہ کے بعد مسجد اقصیٰ میں نماز جنازہ پڑھائی اور قبرستان عام میں تدفین کے بعد دعا بھی کروائی۔

محترم ملک رشید احمد صاحب

روزنامہ ”الفضل“ ربوہ یکم جنوری ۲۰۰۳ء میں مکرم ملک رشید احمد صاحب سابق امیر ضلع اٹک کا ذکر خیر کرتے ہوئے اُن کی اہلیہ مکرمہ انیقہ رشید صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ قیام پاکستان کے بعد محترم ملک صاحب نے فضائیہ میں ملازمت کرلی۔ اگرچہ جہاں بھی قیام کیا وہاں جماعت سے مضبوط رابطہ قائم رکھا لیکن ۱۹۷۰ء میں اپنے والد کی وفات کے بعد آپ نے جماعتی خدمات کی طرف خصوصیت سے توجہ دی۔ ۳/اگست ۱۹۷۴ء کو آپ اور آپکے ایک بڑے بھائی سمیت تین احمدیوں کو ایک جھوٹے مقدمہ میں ملوث کرکے قید میں ڈال دیا گیا۔ اس دوران مجھے بھی حوصلہ دیئے رکھا۔ بہت مضبوط ایمان رکھتے تھے اور اسی کی تلقین کرتے رہتے تھے۔ تین سال دس دن بعد اس اسیری سے رہائی ملی تو آپ نے جماعتی خدمت کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنالیا۔ مرکز سے آنے والے مہمانوں کا قیام ہمارے ہاں ہی ہوتا۔ مرحوم بہت مہمان نواز تھے۔ کئی سال تک سیکرٹری ضیافت، سیکرٹری جائیداد اور پھر سیکرٹری وقف نو رہے۔ تیرہ سال تک پہلے زعیم اور پھر ناظم انصاراللہ ضلع رہے۔ جماعت اور امیر کے حکم پر ہمیشہ لبیک کہتے اور بعض دفعہ کئی کئی دن جماعتوں کے دورے کرتے رہتے۔ امیر شہر اور پھر امیر ضلع کے طور پر مسجد اور مربی ہاؤس کی تزئین و توسیع اپنی نگرانی میں کروائی۔ عید کے مواقع پر دُور رہنے والے احمدیوں کو اپنی کار میں بعض اوقات دو تین چکر لگاکر عیدگاہ پہنچاتے۔ مجلس مشاورت میں کئی سال نمائندگی کی۔ ہر مالی تحریک میں شامل ہوتے۔ گزشتہ سال بیوت الحمد کے لئے ۵۱/ہزار روپے چندہ دینے کی توفیق پائی۔

آپ بہت سادہ طبع تھے۔ مسجد کی صفائی خود کرکے خوشی محسوس کرتے۔ اپنے گھر کے کام بھی ہمیشہ خود ہی کرتے۔ مچھلی کے اعلیٰ پایہ کے شکاری تھے اور اس کی ایسوسی ایشن کے کئی سال رکن اور عہدیدار بھی رہے اور کئی انعامات حاصل کئے۔

۱۲/جولائی ۲۰۰۲ء کو وفات پائی اور احمدیہ قبرستان اٹک میں تدفین عمل میں آئی۔

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

Tel: (020) 8544 7603

Fax: (020) 8544 7611

Email:alfazlint@hotmail.com

ISSN: 1352 9587

Vol. 10 Friday, July 11, 2003 Issue No. 28

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاھد۔ مؤرخ احمدیت

حضرت مسیح موعودکا دائمی پیغام شہادت کابل پر

سیدنا حضرت مسیح موعودؑ نے شیخ عجم رئیس اعظم خوست حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید کابل (۱۴ جولائی ۱۹۰۳ء) کے جانگداز اور لرزہ خیز سانحہ شہادت کی تفصیلات پر اپنی مشہور عالم کتاب ''تذکرۃ الشہادتین'' میں پہلے شرح وبسط سے روشنی ڈالی بعدازاں (صفحہ ۶۱۔۶۷ میں) دنیا بھر کے احمدیوں کے نام قیمتی نصائح کی شکل میں حسبِ ذیل پُر قوت وپُر شوکت پیغام دیا جو ایک صدی کے بعد آج بھی بلا شبہ تازہ اور دائمی شان کا حامل ہے جسے ہمیں اپنے سینوں میں اک شہر کی صورت قیامت تک بسائے رکھنا چاہیئے۔

حضرت اقدسؑ نے مخلصین جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:۔

''اے میری جماعت خدا تعالیٰ آپ لوگوں کے ساتھ ہو۔ وہ قادر کریم آپ لوگوں کو سفر آخرت کیلئے ایسا طیار کرے جیسا کہ آنحضرت ﷺ کے اصحاب طیار کئے گئے تھے۔ خوب یاد رکھو کہ دنیا کچھ چیز نہیں ہے۔ لعنتی ہے وہ زندگی جو محض دنیا کے لئے ہے اور بدقسمت ہے وہ جسکا تمام ہمّ وغم دنیا کے لئے ہے۔ ایسا انسان اگر میری جماعت میں ہے تو وہ عبث طور پر میری جماعت میں اپنے تئیں داخل کرتا ہے۔ کیونکہ وہ ایک خشک ٹہنی کی طرح ہے جو پھل نہیں لائے گی۔

اے سعادتمند لوگو تم زور کے ساتھ اس تعلیم میں داخل ہو جو تمہاری نجات کے لئے مجھے دی گئی ہے۔ تم خدا کو واحد لاشریک سمجھو اور اُس کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت کرو۔ نہ آسمان میں سے نہ زمین میں سے۔ خدا اسباب کے استعمال سے تمہیں منع کرتا لیکن جو شخص خدا کو چھوڑ کر اسباب پر ہی بھروسہ کرتا ہے وہ مشرک ہے۔ قدیم سے خدا کہتا چلا آیا ہے کہ پاک دل بننے کے سوا نجات نہیں۔ سو تم پاک دل بن جاؤ اور نفسانی کینوں اور غصّوں سے الگ ہو جاؤ۔ انسان کے نفس امّارہ میں کئی قسم کی پلیدیاں ہوتی ہیں مگر سب سے زیادہ تکبر کی پلیدی ہے۔ اگر تکبّر نہ ہوتا تو کوئی شخص کافر نہ رہتا۔ سو تم دل کے مسکین بن جاؤ۔ عام طور پر بنی نوع کی ہمدردی کرو۔ جبکہ تم انہیں بہشت دلانے کیلئے وعظ کرتے ہو سو یہ وعظ تمہارا کب صحیح ہو سکتا ہے اگر تم اس چندروزہ دنیا میں ان کی بدخواہی کرو۔ خدا تعالیٰ کے فرائض کو دلی خوف سے بجالاؤ کہ تم اُن سے پوچھے جاؤ گے۔ نمازوں میں بہت دعا کرو کہ تا خدا تمہیں اپنی طرف کھینچے اور تمہارے دل کو صاف کرے کیونکہ انسان کمزور ہے۔ ہر ایک بدی جو دُور ہوتی ہے وہ خدا تعالیٰ کی قوت سے دُور ہوتی ہے اور جب تک انسان خدا سے قوت نہ پاوے کسی بدی کے دور کرنے پر قادر نہیں ہو سکتا۔ اسلام صرف یہ نہیں ہے کہ رسم کے طور پر اپنے تئیں کلمہ گو کہلاؤ بلکہ اسلام کی حقیقت یہ ہے کہ تمہاری روحیں خدا تعالیٰ کے آستانہ پر گر جائیں۔ اور خدا اور اس کے احکام ہر ایک پہلو کے رو سے تمہاری دنیا پر تمہیں مقدّم ہو جائیں۔

اے میری عزیز جماعت یقیناً سمجھو کہ زمانہ اپنے آخر کو پہنچ گیا ہے اور ایک صریح انقلاب نمودار ہو گیا ہے۔ سو اپنی جانوں کو دھوکہ مت دو اور بہت جلد راستبازی میں کامل ہو جاؤ۔ قرآن کریم کو اپنا پیشوا پکڑو اور ہر ایک بات میں اوس سے روشنی حاصل کرو اور حدیثوں کو بھی ردّی کی طرح مت پھینکو کہ وہ بڑی کام کی ہیں اور بڑی محنت سے ان کا ذخیرہ طیار ہوا ہے۔ لیکن جب قرآن کے قصّوں سے حدیث کا کوئی قصّہ مخالف ہو تو ایسی حدیث کو چھوڑ دو تا گمراہی میں نہ پڑو۔ قرآن شریف کو بڑی حفاظت سے خدا تعالیٰ نے تمہارے تک پہنچایا ہے۔ سو تم اس پاک کلام کی قدر کرو۔ اس پر کسی چیز کو مقدم نہ سمجھو کہ تمام راست روی اور راستبازی اسی پر موقوف ہے۔ کسی شخص کی باتیں لوگوں کے دلوں میں اُسی حد تک مؤثر ہوتی ہیں جس حد تک اس شخص کی معرفت اور تقویٰ پر لوگوں کو یقین ہوتا ہے۔

اب دیکھو خدا نے اپنی حجت کو تم پر اس طرح پر پورا کر دیا ہے کہ میرے دعویٰ پر ہزارہا دلائل قائم کر کے تمہیں یہ موقعہ دیا ہے کہ تا تم غور کرو کہ وہ شخص جو تمہیں اس سلسلہ کی طرف بلاتا ہے وہ کس درجہ کی معرفت کا آدمی ہے اور کس قدر دلائل پیش کرتا ہے۔ اور تم کوئی عیب افتراء جھوٹ یا دغا کا میری پہلی زندگی پر نہیں لگا سکتے تا تم یہ خیال کرو کہ جو شخص پہلے سے جھوٹ اور افتراء کا عادی ہے یہ بھی اُس نے جھوٹ بولا ہوگا۔ کون تم میں ہے جو میری سوانح زندگی میں کوئی نکتہ چینی کر سکتا ہے۔ پس یہ خدا کا فضل ہے کہ جو اس نے ابتداء سے مجھے تقویٰ پر قائم رکھا اور سوچنے والوں کے لئے یہ ایک دلیل ہے۔

پھر ماسوا اس کے میرے خدا نے عین صدی کے سر پر مجھے مامور فرمایا اور جس قدر دلائل میرے سچا ماننے کے لئے ضروری تھے وہ سب دلائل تمہارے لئے مہیا کر دئے اور آسمان سے لیکر زمین تک میرے لئے نشان ظاہر کئے اور تمام نبیوں نے ابتداء سے آج تک میرے لئے خبریں دی ہیں۔ پس اگر یہ کاروبار انسان کا ہوتا تو اس قدر دلائل اس میں کبھی جمع نہ ہو سکتے۔ علاوہ اس کے خدا تعالیٰ کی تمام کتابیں اس بات پر گواہ ہیں کہ مفتری کو خدا تعالیٰ جلد پکڑتا ہے اور نہایت ذلت سے ہلاک کرتا ہے۔ مگر تم دیکھتے ہو کہ میرا دعویٰ منجانب اللہ ہونے کا تئیس برس سے بھی زیادہ کا ہے۔ جیسا کہ براہین احمدیّہ کے پہلے حصہ پر نظر ڈال کر تم سمجھ سکتے ہو۔ پس ہر ایک عقلمند سوچ سکتا ہے کہ کیا کبھی خدا کی یہ عادت ہوئی اور جب سے انسان کو اوس نے پیدا کیا ہے کیا کبھی اوس نے ایسا کام کیا کہ جو شخص ایسا بدطینت اور چالاک اور گستاخ اور مفتری ہے کہ تئیس برس تک ہر روز نئے دن اور نئی رات میں خدا تعالیٰ پر افتراء کر کے ایک نئی وحی اور نیا الہام اپنے دل سے تراشتا ہے اور پھر لوگوں کو یہ کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ وحی نازل ہوئی ہے اور خدا تعالیٰ بجائے اس کے کہ ایسے شخص کو ہلاک کرے اپنے زبردست نشانوں سے اس کی تائید کرے، اُس کے دعویٰ کے ثبوت کے لئے آسمان پر چاند اور سورج کو پیشگوئی کے موافق گرہن میں ڈالے اور اس طرح پر وہ پیشگوئی جو پہلی کتابوں اور قرآن شریف اور حدیثوں میں اور خود اس کی کتاب براہین احمدیہ میں تھی پوری کر کے دنیا میں دکھا دے۔ اور سچوں کی طرح عین صدی کے سر پر اُس کو مبعوث کرے اور عین صلیبی غلبہ کے وقت میں جس کے لئے کاسر صلیب مسیح موعود آنا چاہیئے تھا اوس کو اس دعویٰ کے ساتھ کھڑا کر دے اور ہر ایک قدم میں اس کی تائید کرے اور دس لاکھ سے زیادہ اس کی تائید میں نشان دکھاوے اور اس کو دنیا میں عزت دے اور زمین پر اُس کی قبولیت پھیلاوے اور صدہا پیشگوئیاں اُس کے حق میں پوری کرے اور نبیوں کے مقرر کردہ دنوں میں جو مسیح موعود کے ظہور کے لئے مقرر ہیں اُس کو پیدا کریا اور اُوس کی دعائیں قبول فرماویا اور اوس کے بیان میں تاثیر ڈال دے اور ایسا ہی ہر ایک پہلو سے اوس کی تائید کرے حالانکہ جانتا ہے کہ جھوٹا ہے اور ناحق عمداً اوس پر افتراء کر رہا ہے۔ کیا بتا سکتے ہو کہ یہ کرم وفضل کا معاملہ پہلے مجھ سے خدا تعالیٰ نے کسی مفتری سے کیا۔''

ازاں بعد حضرت اقدسؑ نے نہایت پُر شوکت انداز میں پیشگوئی فرمائی۔

''اے تمام لوگو سُن رکھو کہ یہ اُس کی پیشگوئی ہے جس نے زمین وآسمان بنایا وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا دے گا اور حجت اور برہان کی رو سے سب پر ان کو غلبہ بخشے گا۔ وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہوگا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائیگا۔ خدا اس مذہب اور اس سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا اور ہر ایک کو جو اس کے معدوم کرنے کی فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا۔ اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا یہاں تک کہ قیامت آجائیگی۔ اگر اب مجھ سے ٹھٹھا کرتے ہیں تو اس ٹھٹھے سے کیا نقصان کیونکہ کوئی نبی نہیں جس سے ٹھٹھا نہیں کیا گیا۔ پس ضرور تھا کہ مسیح موعود سے بھی ٹھٹھا کیا جاتا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔ ﴿یٰحَسْرَۃً عَلَی الْعِبَادِ مَا یَأْتِیْھِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا کَانُوْا بِهٖ یَسْتَھْزِءُوْنَ﴾۔

پس خدا کی طرف سے یہ نشانی ہے کہ ہر ایک نبی سے ٹھٹھا کیا جاتا ہے۔ مگر ایسا آدمی جو تمام لوگوں کے روبرو آسمان سے اُترے اور فرشتے بھی اُس کے ساتھ ہوں اُس سے کون ٹھٹھا کرے گا۔ پس اس دلیل سے بھی عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ مسیح موعود کا آسمان سے اُترنا محض جھوٹا خیال ہے۔ یاد رکھو کہ کوئی آسمان سے نہیں اترے گا۔ ہمارے سب مخالف جو اب زندہ موجود ہیں وہ تمام مریں گے اور کوئی اُن میں سے عیسیٰؑ بن مریم کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گا۔ اور پھر اُن کی اولاد جو باقی رہے گی وہ بھی مرے گی اور اُن میں سے بھی کوئی آدمی عیسیٰؑ بن مریم کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گا۔ اور پھر اولاد کی اولاد مرے گی۔ اور وہ بھی مریم کے بیٹے کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گی۔ تب خدا اُن کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا کہ زمانہ صلیب کے غلبہ کا بھی گذر گیا اور دنیا دوسرے رنگ میں آگئی مگر مریم کا بیٹا عیسیٰؑ اب تک آسمان سے نہ اُترا۔ تب دانشمند یکدفعہ اس عقیدہ سے بیزار ہو جائیں گے۔ اور ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہوگی کہ عیسیٰؑ کے انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نومید اور بدظن ہو کر اس جھوٹے عقیدہ کو چھوڑیں گے **اور دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا۔ میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں۔ سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اُس کو روک سکے۔''**

حضرت مسیح موعودؑ نے ببانگ دہل منادی فرمائی۔

منم مسیح ببانگ بلند مے گویم
منم خلیفہ شاہے کہ بر سما باشد
لوائے ما پنہء ہر سعید خواہد بود
ندائے فتح نمایاں بنام باشد

......☆......☆......

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔